قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 29 مارچ 2022ء | 26 شعبان 1443 ہجری قمری | 29 امان 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:76

ارشاد باری تعالیٰ

وَ لَقَدۡ ضَلَّ قَبۡلَہُمۡ اَکۡثَرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿ۙ۷۲﴾ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا فِیۡہِمۡ مُّنۡذِرِیۡنَ ﴿۷۳﴾

(الصافات: 72-73)

ترجمہ: اور یقیناً ان سے قبل پہلی قوموں میں سے بھی اکثر گمراہ ہو چکے تھے۔ جبکہ یقیناً ہم ان میں ڈرانے والے بھیج چکے تھے۔

فرمان خلیفہ وقت

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود کو حَکم اور عدل بنا کر بھیجا ہے۔ وہ حَکم اور عدل جس نے اسلام کی حقیقی تعلیم کی روشنی میں تمام مسلمانوں کو امّتِ واحدہ بنانا تھا۔ جس نے مختلف مسالک اور فرقوں کی غلط تشریحات اور فروعی اختلافات کو دور کر کے امّتِ واحدہ بنانا تھا۔ جس نے مسلمانوں کو ایک وحدت عطا کرنی تھی۔ پس آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہر فرقے میں سے وہ لوگ جنہوں نے سنجیدگی سے غور کیا، اسلام کے مختلف فرقوں کے اختلافات کے درد کو محسوس کیا انہوں نے علم، عقل اور دعاؤں سے کام لیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شمولیت اختیار کی اور لاکھوں کی تعداد میں ہر سال یہ شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کسی فرقے یا مسلک کے فرق یا اختلافِ نظریات اور تشریح وتفسیر پر قائم ہونے والی جماعت نہیں ہے بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آخری زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ذریعے قائم ہونے والی جماعت ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر انہی اختلافات کو جو شیعہ، سنّی کے درمیان ہیں یا کسی فرقے اور مسلک کے درمیان ہیں ختم کر کے امتِ واحدہ بنانا ہے۔ مسلمانوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کر کے ہم نے امتِ واحدہ بنانا ہے۔ اس کام کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ اسی کام کے لیے آپؑ نے جماعت کا قیام اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا اور اس کام کے کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ ’’سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 490 ایڈیشن چہارم)

پس یہ کام جو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے سپرد فرمایا ہے یہی کام آپؑ کے بعد خلافت سے جڑ کر، اس کی بیعت میں آ کر آپؑ کی قائم کردہ جماعت کا ہے اور یہی ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بقیہ صفحہ 8 پر

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ، لَیُوشِکَنَّ أَنْ یَنْزِلَ فِیکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا، فَیَکْسِرَ الصَّلِیبَ، وَیَقْتُلَ الخِنْزِیرَ، وَیَضَعَ الجِزْیَۃَ، وَیَفِیضَ المَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہُ أَحَدٌ، حَتّٰی تَکُونَ السَّجْدَۃُ الوَاحِدَۃُ خَیْرًا مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیھَا

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابن مریم ضرور بالضرور حکم عدل بن کے تشریف لائیں گے اور لازماً وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے اور اس قدر مالی فیضان کریں گے کہ کوئی لینے والا نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نُزُولِ عِیسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

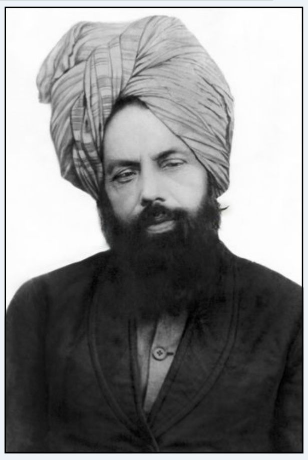

امام الزمان، حکم و عدل مَیں ہوں

ایسے وقت میں مَیں ظاہر ہوا ہوں کہ جب کہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔ ایسا ہی مسیحؑ کے نزول کے بارے میں نہایت غلط خیال پھیل گئے تھے اور اس عقیدے میں بھی اختلاف کا یہ حال تھا کہ کوئی حضرت عیسیٰؑ کی حیات کا قائل تھا اور کوئی موت کا۔ اور کوئی جسمانی نزول مانتا تھا اور کوئی بروزی نزول کا معتقد تھا۔ اور کوئی دمشق میں ان کو اتار رہا تھا اور کوئی مکہ میں اور کوئی بیت المقدس میں اور کوئی اسلامی لشکر میں اور کوئی خیال کرتا تھا کہ ہندوستان میں اتریں گے۔ پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حَکَم کو چاہتے تھے سو وہ حَکَم میں ہوں۔

میں روحانی طور پر کسر صلیب کے لئے اور نیز اختلافات کے دور کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ ان ہی دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا جاؤں۔ میرے لئے ضروری نہیں تھا کہ میں اپنی حقیت کی کوئی اور دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے لیکن پھر بھی میری تائید میں خدا تعالیٰ نے کئی نشان ظاہر کئے ہیں۔ اور میں جیسا کہ اور اختلافات میں فیصلہ کرنے کے لئے حَکَم ہوں ایسا ہی وفات حیات کے جھگڑے میں بھی حَکَم ہوں۔ اور میں امام مالکؒ اور ابن حزمؒ اور معتزلہ کے قول کو مسیح کی وفات کے بارے میں صحیح قرار دیتا ہوں اور دوسرے اہلسنت کو غلطی کا مرتکب سمجھتا ہوں۔ سو میں بحیثیت حَکَم ہونے کے ان جھگڑا کرنیوالوں میں یہ حکم صادر کرتا ہوں کہ نزول کے اجمالی معنوں میں یہ گروہ اہلسنت کا سچا ہے کیونکہ مسیح کا بروزی طور پر نزول ہونا ضروری تھا۔ ہاں نزول کی کیفیت بیان کرنے میں ان لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔ نزول صفت بروزی تھا نہ کہ حقیقی۔ اور مسیح کی وفات کے مسئلہ میں معتزلہ اور امام مالک اور ابن حزم وغیرہ ہمکلام ان کے سچے ہیں کیونکہ بموجب نص صریح آیت کریمہ یعنی آیت فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کے مسیح کا عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے وفات پانا ضروری تھا۔ یہ میری طرف سے بطور حَکَم کے فیصلہ ہے۔ اب جو شخص میرے فیصلہ کو قبول نہیں کرتا وہ اس کو قبول نہیں کرتا جس نے مجھے حَکَم مقرر فرمایا ہے۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 495-496)

اس شمارہ میں

- منکرانِ خلافتِ محمود (منظوم)
- کتاب تعلیم کی تیاری
- کنعان کا چاند
- خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا
- نارڈک ممالک میں اسلام احمدیت کا نفوذ
- سفر نیوزی لینڈ حصول تعلیم اور تبلیغی مساعی کے آئینہ میں

دربارِ خلافت

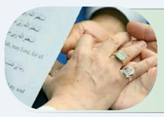

مومن کی خصوصیت میں سے یہ ایک بہت بڑی خصوصیت ہے…

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس وقت مَیں صرف مسلمانوں کے اوصاف میں سے بھی صرف ایک وصف کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا بڑا واضح ارشاد ہے کہ مسلمان کی کیا خصوصیت ہے اور اس میں یہ ہونا چاہئے۔مومن کی خصوصیت میں سے یہ ایک بہت بڑی خصوصیت ہے جو بیان فرمائی گئی ہے۔

اس کے بارے میں پہلے میں عمومی طور پر مسلمان ممالک کے حوالے سے کچھ کہوں گا جہاں علماء اور حکمرانوں نے اسلام اور ایمان کے نام پر اس فرض یا خصوصیت کی پامالی شروع کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقی مومنین کی یہ نشانی ہے کہ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ(الفتح:30) آپس میں بے انتہا رحم، ملاطفت اور نرمی کرنے والے ہیں۔ اس حکم کی یا مومنین کی نشانی کی، جیسا کہ مَیں نے کہا، مذہب اور اسلام کے نام پر جس طرح پامالی ہو رہی ہے وہ کسی ایک ملک میں نہیں بلکہ تقریباً تمام مسلم دنیا میں یہی چیز ہمیں نظر آتی ہے۔ کہیں کم ہے کہیں زیادہ ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کے ذاتی مفادات اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش پر حاوی ہو گئے ہیں۔ پاکستان کی حالت دیکھ لیں۔ درجنوں روزانہ قتل ہو رہے ہیں۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کر رہا ہے۔ اگر گزشتہ چند سالوں کی قتل و غارت کی تعداد جو آپس کی لڑائیوں اور حملوں کی وجہ سے ہوئی ہے ان کو جمع کیا جائے تو ہزاروں میں ان کی تعداد پہنچ جاتی ہے۔ اس وقت میرے پاس اس کے حقیقی اعداد و شمار تو نہیں ہیں لیکن اخباروں سے پڑھنے سے پتہ لگتا ہے کہ روزانہ درجنوں میں قتل ہو رہے ہیں۔ اور اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ ہر سال خودکش بموں سے سینکڑوں بلکہ شاید سینکڑوں سے بھی تعداد آگے نکلے۔ ہزاروں میں پہنچ گئی ہے۔ لوگ مارے جا رہے ہیں اور یہ سب کچھ خدا کے نام پر اور دین کے نام پر ہو رہا ہے۔ کیونکہ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ(الفتح:30) سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی ایک خصوصیت بھی بتائی ہے کہ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ (سورۃ الفتح:30) کہ کفار کے خلاف جوش رکھتے ہیں، اُن کے لئے سختی ہے۔ اس لئے علماء سمجھتے ہیں کہ اپنی مرضی سے کسی کو بھی کافر بنا کر اُس کے خلاف جو چاہے کرلو۔ہمیں لائسنس مل گیا۔ جب ایسی سوچ ہو جائے، ایسے معیار ہو جائیں تو کفر کے فتوے لگانے والے خود اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حکموں کے مطابق کفر کے فتوے کے نیچے آ جاتے ہیں۔ بہر حال پاکستان میں اس لحاظ سے ابھی بظاہر امن کی حالت ہے کہ حکومت اور عوام کی لڑائی نہیں ہے لیکن جن ملکوں میں جنگ کی حالت ہے وہاں جہاں دشمن فوجوں نے بھی ظلم و بربریت کی ہے، وہاں خود مسلمان بھی مسلمان کو مار رہے ہیں۔مثلاً افغانستان کا جائزہ لیں تو وہاں مسلمانوں نے ہی ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی اور خودکش حملے یا عام حملے شروع کئے ہوئے ہیں۔ افغانستان میں کہا جاتا ہے گزشتہ دس سال میں اس وجہ سے تقریباً پچاس ہزار سے زائد اموات ہو چکی ہیں۔ ان میں غیر ملکی فوجی کم ہیں جو مرے بلکہ فوجی چاہے وہ افغانی بھی ہوں کم ہیں۔شہریوں کی موتوں کی تعداد زیادہ ہے جو معصوم گھروں میں بیٹھے یا بازاروں میں پھرتے اپنے ہی لوگوں کی بربریت کا نشانہ بن رہے ہیں۔شام میں، سیریا (Syria) میں تو خالصۃً مسلمان ہی ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں اور کہا جاتا ہے (یہ بڑا محتاط اندازہ ہے) کہ ستّر ہزار لوگ اب تک مارے جا چکے ہیں۔ اکثریت معصوم شہریوں کی ہے۔مصر میں انقلاب لانے کے بہانے ہزاروں قتل کئے گئے، لیبیا میں ہزاروں لوگ مارے گئے اور ابھی تک مارے جا رہے ہیں۔عراق میں 2003ء سے اب تک کہا جاتا ہے کہ چھ لاکھ سے زائد لوگ مارے گئے ہیں۔ جنگ بندی کے بعد بھی ابھی تک خودکش حملوں کے ذریعہ سے عراق میں مارے جا رہے ہیں۔ یا ویسے بھی آپس میں لڑائی سے مارے جا رہے ہیں۔ اب اخباروں میں یہ خبریں بھی آ رہی ہیں کہ مسلمان ممالک، باہر کی دوسری حکومتیں بھی طاغوتی اور شیطانی طاقتوں یا قوتوں کا آلۂ کار بن کر آپس میں یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔مثلاً دو دن پہلے شام کے حوالے سے یہ خبر آئی تھی کہ سعودی عرب یورپ کے ایک ملک سے اسلحہ لے کر شام میں جو مخالفین کا حکومت مخالف گروپ ہے، اُس کو سپلائی کر رہا ہے اور ان لوگوں میں شدت پسند لوگ بھی شامل ہیں۔ اگر ان کو حکومت مل گئی تو عوام مزید ظلم کی چکی میں پسیں گے۔مصر میں بھی آجکل لوگ یہ نظارے دیکھ رہے ہیں۔ نہ صرف ملک کے عوام بلکہ علاقے کا امن بھی برباد ہو گا۔ اور یہی نہیں بلکہ پھر یہ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ (سورۃ الفتح:30) کے نام پر دنیا کا امن بھی برباد کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر مسلمان ممالک کسی ملک میں ظلم ہوتا دیکھ رہے ہیں تو صحیح اسلامی طریق تو یہ ہے کہ اسلامی ممالک کی تنظیم بات چیت کے ذریعہ سے غیروں کو بیچ میں ڈالے بغیر امن اور عوام کے حقوق کی کوشش کرتی اور یہ کرسکتی تھی۔ اگر شام میں پہلے علوی سُنّیوں پر ظلم کر رہے تھے تو اب اُس کا الٹ ہو رہا ہے اور اس وجہ سے مسلمان ملکوں کے آپس میں دو بلاک بھی بن رہے ہیں جو خطے کے لئے خطرہ بن رہے ہیں۔ اب اگر عالمی جنگ ہوتی ہے تو اس کی ابتدا مشرقی ممالک سے ہی ہو گی جو گزشتہ جنگوں کی طرح یورپ سے نہیں ہو گی۔ پس مسلمان ملکوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے۔ کاش کہ یہ لوگ اور حکومتیں بھی

بقیہ صفحہ 10 پر

ضروری اعلان از ایڈیٹر

مضمون نگار اور کمپوزنگ کرنے والے حضرات Punctuations کا خیال رکھا کریں

- مضمون نگاروں اور کمپوزنگ کی خدمت بجالانے والے حضرات و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ کمپوزنگ کے دوران Punctuations یعنی commas, dashes اور فل اسٹاپ کا برمحل استعمال کریں۔بعض دوست متن میں اتنا تسلسل رکھتے ہیں کہ نہ dash یا نہ الٹا Comma۔بعض تو پیرے کے آخر پر بھی Dash نہیں لگاتے۔
- اور بعض Commas کا استعمال اتنی کثرت سے کرتے ہیں کہ ''اور'' سے پہلے بھی الٹا Comma لگاتے ہیں اور بعض حوالہ جات میں ہر لفظ کے بعد الٹا Dash,Comma یا Semi-Colon لگا دیتے ہیں۔ جو درست نہیں اور نہ آنکھوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔
- اور بعض خاص عبارت کو Inverted Commas میں جب لاتے ہیں تو سنگل Comma لگاتے ہیں اور وہ بھی باہر کو نکلے ہوئے جبکہ ڈبل Commas لگنے چاہئیں اور وہ بھی سیدھے ہوں۔
- بعض دوست الفاظ پر بلاوجہ زیر زبر لگا رہے ہوتے ہیں۔اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔
- آخر میں یہ درخواست بھی کرنی ہے کہ کمپوزنگ کے بعد میٹر کو ایک بار پڑھ کر درستگی ضرور کر دیں۔ اور اگر کسی حوالہ کو کمپوز کیا ہے تو اصل کتاب سے Tally ضرور کریں۔ یہ بھی لازمی ہے کہ اگر حوالہ، بالخصوص حضرت مسیح موعودؑ یا خلفاء کی تحریر سے ہو تو اصل کتاب تک رسائی ضروری ہے۔بعض اوقات کسی جگہ سے حوالہ لیا ہو وہاں کتابت کی غلطی سے لفظ بدل گیا ہوتا ہے۔

کَانَ اللّٰہُ مَعَکُمۡ وَ بَارَکَ اللّٰہُ فِیۡ سَعۡیِکُمۡ

(ابو سعید۔ ایڈیٹر)

دنیا کے تازہ حالات میں دعا کی تازہ تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4/ مارچ 2022ء میں دنیا کے موجودہ حالات کے حوالے سے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''جو آج کل کے حالات ہیں دنیا کے، جنگوں کے، اس کے لئے دعا کریں۔خوفناک سے خوفناک تر ہوتے جارہے ہیں۔ اب تو ایٹمی جنگ کی بھی دھمکیاں دی جانے لگیں ہیں۔جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا ہے اور کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ خوفناک نتائج ہوں گے۔ اس کے نتائج اگلی نسلوں کو بھی بھگتنے پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان لوگوں کو عقل دے۔

ان دنوں میں درود بہت پڑھیں۔ استغفار بھی بہت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرمائے اور دنیا کے لیڈروں کو بھی عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک وقت میں جماعت کو خاص طور پر تلقین فرمائی تھی کہ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَفِی الۡآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کی دعا بہت پڑھا کرو اور فرمایا تھا کہ رکوع کے بعد کھڑے ہو کے یہ دعا کیا کریں۔تو اس کو بھی آج کل بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ حسنات سے بھی نوازے اور ہر قسم کے آگ کے عذاب سے سب کو بچائے۔''

(ادارہ)

منکرانِ خلافتِ محمود

1914ء میں حضرت خلیفہ اوّل کے وصال اور حضرت محمود کے سریر آرائے خلافت ہونے پر جماعت میں جو سخت تفرقہ رونما ہوا اس کے استیصال کے لئے میر قاسم علی صاحب کے اخبار ''الحق دہلی'' نے نہایت نمایاں خدمات انجام دیں۔ اس وقت حضرت میر صاحب نے بھی اخبار ''الحق'' میں کچھ نظمیں خلافتِ ثانیہ کی تائید میں لکھی تھیں ان میں سے ایک یہاں نقل کی جاتی ہے۔

منکرانِ خلافتِ محمود
کر رہے ہو مخالفت بے سُود

کیوں اطاعت سے پھیرتے ہو سر
کیا نہیں یاد آدمِ مسجود

مان لو بات تم ملک بن کر
ہو نہ اِبلیس راندۂ معبود

ہر خلیفہ خدا بناتا ہے
خواہ آدمؑ ہو۔ یا کہ وہ داؤدؑ

اتحادِ جماعتِ احمد
بس یہی ہے غرض یہی مقصود

چارہ جز طاعتِ اِمام نہیں
جب وہ ثابت ہے ہر طرح موعود

منکر اس کا ہے منکرِ احمدؑ
دشمن اُس کا ہے فاسق اور مردُود

اُس کی تخریب کے جو ہیں درپَے
آپ ہو جائیں گے وہی نابود

احمدیت ہی صرف ہے
ہو گئی ہے نجات یاں محدود

اِک طریقہ یہی خدا تک ہے
اور سب راہ ہو گئے مسدود

جو ہیں توحیدِ خشک کے قائل
یا وہ برھمو ہیں یا مثیلِ یہود

دوستو! حق کی راہ کو پکڑو
نہ کرو اتباعِ نام و نمود

خرمَنِ دِین کو بچاؤ تم
اُن کا ''اعلان[1]'' ہے شعلۂ بارود

یاں مُصدّق کا بڑھ رہا ہے یقیں
واں مُکَذِّب لِرَبِّہٖ لَکَنُوۡدٌ[2]

حق کی نصرت ہے اِس طرف ظاہر
کسمپرسی ہے اس طرف مشہود

اب تو پیغامِ[3] صلح میں ہر روز
اک عقیدہ جدید ہے موجود

تھے مسیح محمدیؐ نہ رسول
اور نہ ایمان اُن پہ تھا مقصود

ایک مصلح تھے مثلِ سرسیّد
اس سے بڑھ کر مبالغہ بے سُود

احمدیت ہے تفرقہ کی جڑ
مل کے ''چندے'' کرو تو ہے بہبود

ثمرِ اِسلام اصل میں وہ ہے
جس میں زَر کا ہو فائدہ اور سُود

ہر طرف سے ملے غنیمتِ مال
فکرِ کَسبِ مَعاش ہو مفقود

''کل کا بچہ'' خلافت آرا ہو
ہائے رہ جائیں ''مولوی'' مطرود

مانیں کیونکر؟ کہ عمر میں کم ہے
''ہم'' سے چھوٹا ہے مصلحِ موعود

نہ گرانڈیل ہے نہ توندل ہے
اپنی نظروں میں کیا جچے محمودؔ

خدمتیں بیشتر ہمیں نے کیں
اور ہَمیں نے کیا ''کفن[4]'' موجود

اب مدینہ نیا بنا لاہور
مرکزِ قادیاں ہوا مفقود

ہجرتِ ثانیہ کی خاطر سے
ہجرتِ اوّلیں ہوئی مردود

مقبرہ اِک ضرار بنتا ہے
دفن ہوں گے جہاں یہ سب موؤد

پڑ گئے پتھر ان کی عقلوں پر
کیسی قسمت ہوئی ہے نامسعود

ہوئے آزاد ساری قیدوں سے
مٹ گئیں دِین کی تمام حدود

''اللہ'' ''اللہ'' کر لیا بس ہے
محض توحیدِ حق سے ہے مقصود

بعثتِ انبیاء سراسر لغو
ہیں برابر یہاں پہ ہودؔ و ثمودؔ

دائرہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
جس میں داخل ہیں مسلم اور یہود

ہے جہنم بڑا نفیس مقام
عارضی چونکہ ہے وہاں کا ورود

کیا ہوا۔ گر رہیں وہاں احقاب
دائمی تو وہاں نہیں ہے خلود

ہو مبارک تمہیں تمنا یہ
ہو مبارک تمہیں ورود و خلود

یا الٰہی ہمیں بچا اس سے
تو ہی بندوں کا ہے غفور و وَدود

حشر ہو ساتھ تیرے احمدؑ کے
صد سلام اس پر اور ہزار دُرود

رحمتیں اہل و آل پر اُس کی
خاص کر جو کہ ہے پسرِ موعود

آشنا بس قلم کو رکھ دے تو
وقت ہے تنگ قافیے معدود

1۔ اعلان ضروری مولفہ مولوی محمد علی صاحب مطبوعہ 1914 کی طرف اشارہ ہے۔ 2۔ یعنی انسان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔
3۔ لاہوری احمدیوں کا اخبار۔ 4۔ لاہوری احمدیوں نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو کفن ہم نے دیا۔

اخبار الحق دہلی 22 مئی 1914ء صفحہ 3

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 37

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں

•نماز نماز بھی ہو۔ نماز سے پیشتر ایمان شرط ہے ایک ہند و اگر نماز پڑھے گا تو اسے کیا فائدہ ہوگا جس کا ایمان قوی ہو گا وہ دیکھے گا کہ نماز میں کیسی لذت ہے اور اس سے اوّل معرفت ہے جو خدا کے فضل سے آتی ہے اور کچھ اس کی طینت سے آتی ہے جو محمود فطرت والے مناسب حال اس کے فضل کے ہوتے ہیں اور اس کے اہل ہوتے ہیں انہی پر فضل ہوا کرتا ہے ہاں یہ بھی لازم ہے کہ جیسے دنیا کی راہ میں کوشش کرتا ہے ویسے ہی خدا کی راہ میں بھی کرے۔ پنجابی میں ایک مثل ہے ’’جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا۔‘‘

•لوگ کہتے ہیں کہ دعا کرو۔ دعا کرنا تو مرنا ہوتا ہے اس (پنجابی مصرعہ) کے یہی معنے ہیں کہ جس پر نہایت درجہ کا اضطراب ہوتا ہے وہ دعا کرتا ہے دعا میں ایک موت ہے اور اس کا بڑا اثر یہی ہوتا ہے کہ انسان ایک طرح سے مر جاتا ہے مثلاً ایک انسان ایک قطرہ پانی کا پی کر اگر دعویٰ کرے کہ میری پیاس بجھ گئی ہے یا اسے بڑی پیاس تھی تو وہ جھوٹا ہے ہاں اگر پیالہ بھر کر پیوے تو اس کی بات کی تصدیق ہو گی۔ پوری سوزش اور گدازش کے ساتھ ایک رنگ میں جب دعا کی جاتی ہے حتی کہ روح گداز ہوکر آستانہ الٰہی پر گر پڑتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے۔ اور الٰہی سنّت یہی ہے کہ جب ایسی دعا ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ یا تو اسے قبول کرتا ہے اور یا جواب دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 6 ایڈیشن 2016ء)

•نماز پڑھو، تدبر سے پڑھو اور ادعیہ ماثورہ کے بعد اپنی زبان میں دعا مانگنی مطلق حرام نہیں ہے جب گدازش ہو تو سمجھو کہ مجھے موقعہ دیا گیا ہے اس وقت کثرت سے مانگو کہ اس نکتہ تک پہنچو کہ جس سے رقّت پیدا ہو جاوے۔ یہ بات اختیاری نہیں ہوتی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ترشحات پیدا ہوتے ہیں۔ اس کوچہ میں اوّل انسان کو تکلیف ہوتی ہے مگر ایک دفعہ چاشنی معلوم ہو گی تو پھر سمجھے گا جب اجنبیت جاتی رہے گی اور نظارہ قدرت الٰہی دیکھ لیوے گا تو پھر پیچھا نہ چھوڑے گا۔ قاعدہ کی بات ہے کہ تجربہ میں جب ایک دفعہ ایک بات تھوڑی سی آجاوے تو تحقیقات کی طرف انسان کی طبیعت میلان کرتی ہے اصل میں سب لذات خدا کی محبت میں ہیں۔ملعون لوگ (یعنی جو خدا سے دور ہیں) جو زندگی بسر کرتے ہیں وہ کیا زندگی ہے۔ بادشاہ اور سلاطین کی کیا زندگیاں ہیں مثل بہائم کے ہیں۔ جب انسان مومن ہوتا ہے تو خود ان سے نفرت کرتا ہے۔

•دہلی کے جلسے میں جو لوگ بڑے شوق سے جاتے ہیں سوائے اس کے کہ وہاں بعض مسخ شدہ شکلوں کو دیکھیں اور کیا دیکھیں گے یہ لوگ ایسے دور دراز خیالات میں آ کر پڑے ہیں کہ جب فرشتے آ کر جان نکالیں گے تو اس وقت ان کو حسرت ہو گی۔

•ایمان لانے اور خدا کی عظمت کے دل میں ہونے کی اوّل نشانی یہ ہے کہ انسان ان تمام کو مثل کیڑوں کے خیال کرے ان کو دیکھ کر دل میں نہ ترسے کہ یہ فاخرہ لباس پہن کر گھوڑوں پر سوار ہیں۔

•درحقیقت ان لوگوں کی قسمت بد اور کتوں کی سی زندگی ہے (کہ مردار دنیا پر دانت مار رہے ہیں)۔انسان کو اگر دیکھنے کی آرزو ہو تو ان کو دیکھے جو منقطعین ہیں اور خدا کی طرف آ گئے ہیں اور خدا ان کو زندہ کرتا ہے ان کی زیارت سے مصائب دور ہوتے ہیں جو شخص رحمت والے کے پاس آوے گا تو وہ رحمت کے قریب تر ہو گا اور جو ایک لعنتی کے پاس جاوے گا وہ لعنت کے قریب تر ہو گا۔ دنیا میں یہی بات غور کے قابل ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبۃ: 119) یعنی اے بندو تمہارا بچاؤ اسی میں ہے کہ صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 7-8 ایڈیشن 2016ء)

•جو لوگ نری بیعت کر کے چاہتے ہیں کہ خدا کی گرفت سے بچ جائیں۔ وہ غلطی کرتے ہیں۔ ان کو نفس نے دھوکا دیا ہے۔ دیکھو طبیب جس وزن تک مریض کو دوا پلانی چاہتا ہے۔ اگر وہ اس حد تک نہ پیوے تو شفا کی امید رکھنی فضول ہے۔مثلاً وہ چاہتا ہے کہ دس تولہ استعمال کرے اور یہ صرف ایک ہی قطرہ کافی سمجھتا ہے یہ نہیں ہوسکتا پس اس حد تک صفائی کرو۔ اور تقویٰ اختیار کرو جو خدا کے غضب سے بچانے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والوں پر رحم کرتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ انسان جب متقی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے غیر میں فرقان رکھ دیتا ہے اور پھر اس کو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے نہ صرف نجات بلکہ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (الطلاق: 4)۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 25 ایڈیشن 2016ء)

نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

•آپ یہ خیال نہ کریں کہ ہم کب بُتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ ہم بھی تو اللہ تعالےٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ یاد رکھو یہ تو ادنیٰ درجہ کی بات ہے کہ انسان بتوں کی پرستش نہ کرے۔ ہندو لوگ جن کو حقائق کی کوئی خبر نہیں اب بُتوں کی پرستش چھوڑ رہے ہیں معبود کا مفہوم اسی حد تک نہیں کہ انسان پرستی یا بُت پرستی تک ہو۔ اور بھی معبود ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہوائے نفس اور ہوس بھی معبود ہیں جو شخص نفس پرستی کرتا ہے یا اپنی ہوا و ہوس کی اطاعت کر رہا ہے اور اس کے لئے مر رہا ہے وہ بھی بُت پرست اور مشرک ہے۔ یہ لا نفی جنس ہی نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے معبودوں کی نفی کرتا ہے خواہ وہ انفسی ہوں یا آفاقی۔خواہ وہ دل میں چھپے ہوئے بُت ہیں یا ظاہری بُت ہیں۔مثلاً ایک شخص بالکل اسباب ہی پر توکل کرتا ہے تو یہ بھی ایک قسم کا بُت ہے۔ اس قسم کی بُت پرستی تپ دق کی طرح ہوتی ہے جو اندر ہی اندر ہلاک کر دیتا ہے۔موٹی قسم کے بُت تو جھٹ پٹ پہچانے جاتے ہیں اور اُن سے مخلصی حاصل کرنا بھی سہل ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ لاکھوں ہزاروں انسان اُن سے الگ ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ یہ ملک جو ہندوؤں سے بھرا ہوا تھا کیا سب مسلمان ان میں سے ہی نہیں ہوئے؟ پھر انہوں نے بُت پرستی کو چھوڑا یا نہیں؟ اور خود ہندوؤں میں بھی ایسے فرقے نکلتے آتے ہیں جو اب بُت پرستی نہیں کرتے۔ لیکن یہاںتک ہی بُت پرستی کا مفہوم نہیں ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ موٹی بُت پرستی چھوڑ دی ہے مگر ابھی تو ہزاروں بُت انسان بغل میں لئے پھرتا ہے اور وہ لوگ بھی جو فلسفی اور منطقی کہلاتے ہیں۔ وہ بھی ان کو اندر سے نہیں نکال سکتے۔

•اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا یہ کیڑے اندر سے نکل نہیں سکتے یہ بہت ہی باریک کیڑے ہیں اور سب سے زیادہ ضرر اور نقصان ان کا ہی ہے۔ جو لوگ جذبات نفسانی سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حدود سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح پر حقوق العباد کو بھی تلف کرتے ہیں وہ ایسے نہیں کہ پڑھے لکھے نہیں بلکہ ان میں ہزاروں کو مولوی فاضل اور عالم پاؤ گے اور بہت ہوں گے جو فقیہہ اور صوفی کہلاتے ہوں گے مگر باوجود ان باتوں کے وہ بھی ان امراض میں مبتلا نکلیں گے ان بُتوں سے پرہیز کرنا ہی تو بہادری ہے اور اُن کو شناخت کرنا ہی کمال دانائی اور دانشمندی ہے۔ یہی بُت ہیں جن کی وجہ سے آپس میں نفاق پڑتا ہے۔ اور ہزاروں کُشت و خُون ہو جاتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے کا حق مارتا ہے اور اسی طرح ہزاروں ہزار بدیاں اُن کے سبب سے ہوتی ہیں۔ ہر روز اور ہر آن ہوتی ہیں اور اسباب پر اس قدر بھروسہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ کو محض ایک عضو معطل قرار دے رکھا ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جنہوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے۔ اور اگر انہیں کہا جاوے تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کیا ہم مسلمان نہیں اور کلمہ نہیں پڑھتے؟ مگر افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ منہ سے پڑھ دیا اور یہ کافی ہے۔

•میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر انسان کلمہ طیّبہ کی حقیقت سے واقف ہو جاوے اور عملی طور پر اس پر کاربند ہو جاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کرسکتا ہے اور خدا تعالےٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔ یہ امر خوب سمجھ لو کہ میں جو اس مقام پر کھڑا ہوں۔ میں معمولی واعظ کی حیثیت سے نہیں کھڑا ہوں اور کوئی کہانی سُنانے کے لئے نہیں کھڑا ہوں بلکہ میں تو ادائے شہادت کے لئے کھڑا ہوں میں نے وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے، پہنچا دینا ہے۔ اس امر کی مجھے پروا نہیں کہ کوئی اسے سُنتا ہے یا نہیں سُنتا اور مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ اس کا جواب تم خود دو گے۔ میں نے فرض ادا کرنا ہے۔ میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ مانتے نہیں۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا۔ میں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کا ماننے والا ہے کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک خارق عادت تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اس میں بغض، کینہ، حسد، ریا وغیرہ کے بُت نہیں رہتے اور خدا تعالیٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی اسی وقت ہوتی ہے اور اسی وقت وہ سچا موحّد بنتا ہے۔ جب یہ اندرُونی بُت تکبّر، خود پسندی، ریاکاری، کینہ وعداوت، حسد وبخل، نفاق و بدعہدی وغیرہ کے دُور ہو جاویں۔ جب تک یہ بُت اندر ہی ہیں۔ اس وقت تک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے؟ کیونکہ اس میں تو کل کی نفی مقصود ہے۔ پس یہ پکّی بات ہے کہ صرف مُنہ سے کہہ دینا کہ خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں

کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ ابھی مُنہ سے کلمہ پڑھتا ہے اور ابھی کوئی امر ذرا مخالف مزاج ہوا اور غصّہ اور غضب کو خدا بنا لیا۔

• میں بار بار کہتا ہوں کہ اس امر کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک یہ مخفی معبود موجود ہوں ہرگز توقع نہ کرو کہ تم اس مقام کو حاصل کر لو گے جو ایک سچے موحّد کو ملتا ہے جیسے جب تک چُوہے زمین میں ہیں مت خیال کرو کہ طاعون سے محفوظ ہو۔ اسی طرح پر جب تک یہ چُوہے اندر ہیں اس وقت تک ایمان خطرہ میں ہے۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو خوب غور سے سُنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے قدم اُٹھاؤ۔ میں نہیں جانتا کہ اس مجمع میں جو لوگ موجود ہیں آئندہ ان میں سے کون ہو گا اور کون نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے تکلیف اُٹھا کر اس وقت کچھ کہنا ضروری سمجھا ہے تا میں اپنا فرض ادا کر دوں

• پس کلمہ کے متعلق خلاصہ تقریر کا یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی تمہارا معبود اور محبوب اور مقصود ہو۔ اور یہ مقام اسی وقت ملے گا جب ہر قسم کی اندرونی بدیوں سے پاک ہو جاؤ گے اور اُن بُتوں کو جو تمہارے دل میں ہیں نکال دو گے۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 104-108 ایڈیشن 1984ء)

بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

• میں تو ہمیشہ دعا کرتا ہوں مگر تم لوگوں کو بھی چاہئے کہ ہمیشہ دعا میں لگے رہو نمازیں پڑھو اور توبہ کرتے رہو۔ جب یہ حالت ہو گی تو اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا اور اگر سارے گھر میں ایک شخص بھی ایسا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کے باعث سے دوسروں کی بھی حفاظت کرے گا۔ کوئی بلا اور دکھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے سوا نہیں آتا اور وہ اس وقت آتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کی جاوے۔ ایسے وقت پر عام ایمان کام نہیں آتا بلکہ خاص ایمان کام آتا ہے۔ جو لوگ عام ایمان رکھتے ہیں وہ ان بلاؤں سے حصہ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی پروا نہیں کرتا مگر جو خاص ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع کرتا ہے اور آپ ان کی حفاظت کرتا ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ بہت سے لوگ ہیں جو زبان سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے اسلام اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے دکھ نہیں اٹھاتے۔ کوئی دکھ یا تکلیف یا مقدمہ آ جاوے تو فوراً خدا کو چھوڑنے کو طیار ہو جاتے ہیں اور اس کی نافرمانی کر بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پروا نہیں کرتا مگر جو خاص ایمان رکھتا ہو اور ہر حال میں خدا کے ساتھ ہو اور دکھ اٹھانے کو طیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس سے دکھ اٹھا لیتا ہے اور دو مصیبتیں اس پر جمع نہیں کرتا۔ دکھ کا اصل علاج دکھ ہی ہے اور مومن پر دو بلائیں جمع نہیں کی جاتیں۔

• ایک وہ دکھ ہے جو انسان خدا کے لیے اپنے نفس پر قبول کرتا ہے اور ایک وہ بلائے ناگہانی، اس بَلا سے خدا بچا لیتا ہے۔ پس یہ دن ایسے ہیں کہ بہت توبہ کرو۔ اگرچہ ہر شخص کو وحی یا الہام نہ ہو مگر دل گواہی دے دیتا ہے کہ خدا اسے ہلاک نہ کرے گا۔ دنیا میں دو دوستوں کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دوست دوسرے دوست کا مرتبہ شناخت کر لیتا ہے کیونکہ جیسا وہ اس کے ساتھ ہے ویسا ہی وہ بھی اس کے ساتھ ہو گا۔ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ محبت کے عوض میں محبت اور دغا کے عوض میں دغا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ میں اگر کوئی حصہ کھوٹ کا ہو گا تو اسی قدر ادھر سے بھی ہو گا۔ مگر جو اپنا دل خدا سے صاف رکھے اور دیکھے کہ کوئی فرق خدا سے نہیں ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس سے کوئی فرق نہ رکھے گا۔ انسان کا اپنا دل اس کے لیے آئینہ ہے وہ اس میں سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ پس سچا طریق دُکھ سے بچنے کا یہی ہے کہ سچے دل سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور وفاداری اور اخلاص کا تعلق دکھاؤ اور اس راہِ بیعت کو جو تم نے قبول کی ہے سب پر مقدم کرو کیونکہ اس کی بابت تم پوچھے جاؤ گے۔ جب اس قدر اخلاص تم کو میسر آ جاوے تو ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو ضائع کرے۔ ایسا شخص سارے گھر کو بچا لے گا۔ اصل یہی ہے اس کو مت بھولو۔ نری زبان میں برکت نہیں ہوتی کہ بہت سی باتیں کر لیں۔ اصل برکت دل میں ہوتی ہے اور وہی برکت کی جڑ ہے۔ زبان سے تو کروڑہا مسلمان کہلاتے ہیں جن لوگوں کے دل خدا کے ساتھ مستحکم ہیں اور وہ اس کی طرف وفا سے آتے ہیں خدا بھی ان کی طرف وفا سے پیش آتا ہے اور مصیبت اور بلا کے وقت ان کو الگ کر دیتا ہے۔ یاد رکھو یہ طاعون خود بخود نہیں آئی بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے جو اپنے وقت پر آئی ہے اب جو کھوٹ اور بیوفائی کا حصہ رکھتا ہے وہ بلا اور وبا سے بھی حصہ لے گا مگر جو ایسا حصہ نہیں رکھتا خدا اسے محفوظ رکھے گا۔

• مَیں اگر کسی کے لیے دعا کروں اور خدا کے ساتھ اس کا معاملہ صاف نہیں ہے وہ اس سے سچا تعلق نہیں رکھتا تو میری دعا اس کو کیا فائدہ دے گی۔ لیکن اگر وہ صاف دل ہے اور کوئی کھوٹ نہیں رکھتا تو مَیری دعا اس کے لیے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہو گی۔

• زمینداروں کو دیکھا جاتا ہے وہ دو دو پیسے کی خاطر خدا کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا انصاف اور ہمدردی چاہتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ فسق، فحشاء اور بے حیائی سے باز آویں جو ایسی حالت پیدا کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فرشتے ان کے ساتھ ہوتے ہیں، مگر جب دل میں تقویٰ نہ ہو اور کچھ حصہ شیطان کا بھی ہو تو خدا اشراکت پسند نہیں کرتا اور وہ سب چھوڑ کر شیطان کا کر دیتا ہے کیونکہ اس کی غیرت شرکت پسند نہیں کرتی۔ پس جو بچنا چاہتا ہے اس کو ضروری ہے کہ وہ اکیلا خدا کا ہو مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ خدا تعالیٰ نے کبھی کسی صادق سے بے وفائی نہیں کی ہے۔ ساری دنیا بھی اگر اس کی دشمن ہو اور اس سے عداوت کرے تو اُس کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی۔ خدا بڑی طاقت ہے اور قدرت والا ہے اور انسان ایمان کی قوت کے ساتھ اس کی حفاظت کے نیچے آتا اور اس کی قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات دیکھتا ہے پھر اس پر کوئی ذلّت نہ آوے گی۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ زبردست پر بھی زبردست ہے بلکہ اپنے امر پر بھی غالب ہے سچے دل سے نمازیں پڑھو اور دعاؤں میں لگے رہو اور اپنے سب رشتہ داروں اور عزیزوں کو یہی تعلیم دو پُورے طور پر خدا کی طرف ہو کر کوئی نقصان نہیں اُٹھاتا۔ نقصان کی اصل جڑ گُناہ ہے۔

• ساری عزتیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ دیکھو بہت سے ابرار اخیار دنیا میں گذرے ہیں۔ اگر وہ دنیادار ہوتے تو ان کے گذارے ادنیٰ درجہ کے ہوتے اور کوئی ان کو پوچھتا بھی نہیں۔ مگر وہ خدا کے لیے ہوئے اور ساری دنیا کو ان کی طرف کھینچ لایا۔ خدا تعالیٰ پر سچا یقین رکھو اور بدظنی نہ کرو۔ جب اِس کی بدبختی سے خدا پر بدظنی ہوتی ہے تو پھر نہ نماز درست ہوتی ہے نہ روزہ نہ صدقات۔ بدظنی ایمان کے درخت کو نشو ونما ہونے نہیں دیتی بلکہ ایمان کا درخت یقین سے بڑھتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 179-181 ایڈیشن 2016ء)

(ترتیب وکمپوزنگ: خاقان احمد صائم وفضلِ عمر شاہد۔لٹویا)

آج کی دعا

تمام زمینی وآسمانی شرور سے بچنے اور خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی دعا

أَعُوذُ بِوَجْهِ اللهِ الْعَظِيمِ الَّذِى لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمَ مِنْهُ. وَبِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ. وَبِأَسْمَاءِ اللهِ الْحُسْنَى كُلِّهَا. مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ. مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَأَ وَذَرَأَ

(موطا امام مالک کتاب الشعر باب ما یؤمر بہ من التعوذ: حدیث: 1775)

ترجمہ: میں اپنے عظیم شان والے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں کہ جس سے عظیم تر کوئی شے نہیں اور کامل اور مکمل کلمات کی پناہ میں بھی کہ جن سے کوئی نیک و بد تجاوز نہیں کر سکتا اور اللہ کی تمام صفات حسنہ جو مجھے معلوم ہیں یا نہیں معلوم ان سب کی پناہ طلب کرتا ہوں اس مخلوق کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا اور پھیلایا۔

یہ سید ومولیٰ، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی تمام زمینی وآسمانی شرور سے بچنے اور خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی دعا ہے۔

پیارے امام عالی مقام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

مَیں نے ابتلاؤں اور مشکلات سے بچنے کے لئے دعا کا ذکر کیا تھا اس کے لئے بہت سی مسنون دعائیں بھی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی دعائیں سکھائی ہیں۔ حضرت مسیح موعود الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں بھی ہیں۔ تو اس وقت مَیں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا سامنے رکھتا ہوں جس کو مَیں پہلے بعض حوالوں سے بیان کر چکا ہوں اور وہ دعا یہ ہے (مندرجہ بالا دعا)

اس میں تمام زمینی وآسمانی شرور سے بچنے اور خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی دعا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی تو ہر دعا ہی بہت جامع ہے، اور برکتیں سمیٹنے والی ہے۔ لیکن جن چند مسنون دعاؤں کو روزانہ مَیں سامنے رکھتا ہوں ان میں سے ایک یہ بھی ہے، اس لئے ذہن میں آ گئی۔ تو اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول فرمائے اور ہر احمدی کو ہر شر سے بچائے۔

(خطبہ جمعہ 5 دسمبر 2008)

مرسلہ: مریم رحمٰن

فرید احمد نوید۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء

کنعان کا چاند

قسط 8

اگر تم اپنے والد کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو یوسف کو راستے سے ہٹانا ہوگا۔ ایک بھائی نے کہا تو پھر ایسا کرتے ہیں اسے قتل کر دیتے ہیں۔ دوسرے بھائی نے رائے دی نہیں نہیں، اسے قتل مت کرو بلکہ کسی کنویں میں پھینک آؤ۔ تیسرے بھائی نے تجویز پیش کی۔ ایک نیک اور تقوی شعار بچے کی کہانی جس کے بھائی اسے راستے سے ہٹانا چاہتے تھے۔

ابا جان رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ آپ کو سناؤں؟ ننھے یوسف نے جس کی عمر کوئی گیارہ بارہ سال کے لگ بھگ تھی اپنے والد سے پوچھا۔ ہاں ہاں ضرور سناؤ! والد نے بڑی محبت کے ساتھ یوسف کی طرف توجہ کی اور خواب سننے لگے۔ یہ کنبہ جس میں یوسف رہتے تھے ان کے والد والدہ اور گیارہ بھائیوں پر مشتمل تھا۔ یعنی کل بارہ بھائی اپنے والدین کے ساتھ اس گھر میں رہا کرتے تھے۔ ان بارہ بھائیوں میں سے دو بھائی یوسف اور ان سے چھوٹا بنیامین ایک والدہ سے تھے جب کہ باقی دس دوسری والدہ سے تھے اور یوسف اور بنیامین کے سوتیلے بھائی تھے۔ یہ گھرانہ کنعان کا ایک معروف گھرانہ تھا۔ یوسف کے والد یعقوب علیہ السلام خدا تعالیٰ کے ایک بزرگ نبی تھے۔ آپ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ یوں نیکی اور تقوی آپ کو ورثے میں ملا تھا اور اس ورثے میں سے آپ کے بیٹے یوسف نے بھی حصہ پایا تھا۔ یوسف کی طبیعت اپنے باقی دس سوتیلے بھائیوں سے بالکل مختلف تھی۔ وہ دنیا دار قسم کے لوگ تھے جب کہ ان کے برعکس یوسف کا رجحان ابتداء سے ہی دینی امور کی طرف تھا۔ نیکی اور تقوی کے زیور سے مزین یوسف اپنے بھائیوں سے بہت الگ سے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے تمام بیٹوں میں یوسف سے سب سے زیادہ محبت تھی کیونکہ عام دستور کی بات ہے کہ نیک اور اچھے بچے ہمیشہ اپنے والدین کی آنکھوں کا تارا ہوتے ہیں۔ سو یوسف بھی انہی بچوں میں سے ایک تھے۔ جس کی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام آپ سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ جسے دوسرے بھائی محسوس بھی کرتے تھے۔ بہرحال دن ہنسی خوشی گزر رہے تھے کہ ایک رات یوسف نے ایک خواب دیکھا جو بظاہر بہت عجیب سا خواب تھا۔ آپ نے اپنے والد کے پاس اس خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے خواب سنانے کو کہا۔ یوسف نے بتایا کہ ابا رات میں نے خواب میں گیارہ ستاروں کو دیکھا اور سورج اور چاند کو بھی دیکھا ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ وہ سب کے سب میرے سامنے سجدہ کر رہے ہیں۔ حضرت یعقوب جو پہلے ہی یوسف کی نیکی کے قائل تھے اس خواب کا مطلب فوراً سمجھ گئے۔ آپ کو پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس بیٹے کو خوب ترقیات عطا فرمائے گا یہاں تک کہ بڑے بڑے وجود اس کی اطاعت کریں گے لیکن ساتھ ہی آپ کے ذہن میں یہ بات بھی آئی کہ اگر یہ خواب یوسف نے اپنے بھائیوں کو سنایا تو کہیں وہ حسد کے مارے یوسف کے خلاف کوئی بری تدبیر نہ کریں۔ اس لئے انہوں نے احتیاط کرتے ہوئے یوسف سے کہا بیٹا یہ خواب تو یقیناً بہت اچھا ہے لیکن اپنے بھائیوں کے سامنے اس خواب کا ذکر نہ کرنا۔ وہ پہلے ہی تم سے حسد کرتے ہیں۔ اس خواب کے نتیجے میں اور بھی زیادہ تمہارے خلاف ہو جائیں گے۔ جہاں تک میں اس خواب کا مطلب سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بہت عزت دے گا۔ تمہیں ایسی باتوں کا علم بخشے گا اور تمہارے دادا اسحٰق علیہ السلام اور پردادا ابراہیم علیہ السلام کی طرح تمہیں بھی نبوت کی نعمت عطا کرے گا لیکن ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ احتیاط بھی کرنا ہوگی۔ اپنے سوتیلے بھائیوں سے بچ کر رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچائیں۔ یہاں یہ باتیں چل رہی تھیں اور دوسری طرف سوتیلے بھائی اس فکر میں گھلے جا رہے تھے کہ نہ جانے یوسف میں کون سی ایسی بات ہے کہ ابا جان محترم اس سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ اس کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں اور ہماری نسبت اس سے زیادہ تعلق کا اظہار کرتے ہیں۔ اس محبت نے ان سب کو حسد میں جلا رکھا تھا۔ وہ طرح طرح کی باتیں سوچتے کہ کس طرح یوسف سے زیادہ باپ کے پیارے بن جائیں لیکن انہیں کچھ سمجھ نہ آتا تھا۔ یہ سوچیں دن بدن گہری ہوتی چلی جا رہی تھیں اور یوسف سے حسد روز بروز بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ یوسف کے سوتیلے بھائی اب سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلے کا حل ڈھونڈنے لگے تھے۔ ویسے تو اس مسئلے کا سیدھا سادھا اور آسان حل یہ تھا کہ وہ بھی نیک بن جاتے۔ تقوی میں ترقی کرتے تو جیسے یوسف اپنے باپ کو پیارے تھے ویسے وہ بھی پیارے ہو جاتے لیکن ان کی الٹی سوچوں میں یہ سیدھی سادی بات نہ آ سکی اور وہ یہ سوچنے لگے کہ کسی طرح اگر یوسف کو راستے سے ہٹا دیا جائے تو سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ جب یوسف ہی باقی نہیں رہے گا تو والد کی تمام تر توجہ ہماری طرف ہو جائے گی اور ہم اپنے والد کی محبت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایک بھائی نے یہ مشورہ دیا کہ اگر تم یوسف کو قتل کر دو تو یہ تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ «نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری»۔ یہ بہت خطرناک فیصلہ تھا اور تمام بھائی اس پر راضی بھی نہ تھے کیونکہ انہیں یوسف سے کوئی ذاتی دشمنی تو تھی ہی نہیں کہ وہ اسے قتل کرتے۔ وہ تو صرف اپنے حسد کی وجہ سے یوسف کو راستے سے ہٹانا چاہتے تھے۔ اس لئے قتل کا مشورہ تمام بھائیوں نے تسلیم نہ کیا۔ تب ایک بھائی نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یوسف کو قتل کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر تم کچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو ایسا کرو کہ اسے کسی کنویں میں پھینک دو۔ کوئی آتا جاتا قافلہ اسے نکال لے گا اور اپنے ساتھ لے جائے گا۔ یوں اسے قتل بھی نہیں کرنا پڑے گا اور ہمارا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ ٹھیک ہے! بالکل ٹھیک! تمام بھائی اس بات پر متفق ہو گئے کہ یوسف کو کسی کنویں میں پھینک آئیں اور لگے اس کے لئے تدبیریں کرنے۔ آخر کار ایک روز انہوں نے باقاعدہ منصوبہ بنا کر ایسا کرنے کا پختہ فیصلہ کر لیا اور اپنے والد کے پاس جا کر کہنے لگے والد محترم! یوسف ہمارا بھائی ہے! اگر آپ کو اس سے محبت ہے تو ہمیں بھی بھائی ہونے کے ناطے وہ پیارا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ہم پر یوسف کے معاملے میں بالکل اعتبار نہیں کرتے۔ نہ اسے ہمارے ساتھ کہیں آنے جانے دیتے ہیں نہ اسے ہمارے ساتھ تعلق رکھنے دیتے ہیں۔ یہ بات تو درست نہیں ہے۔ اب ہم نے کل کے لئے ایک پروگرام بنایا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ہم سب بھائی مل کر سیر کے لئے جائیں۔ یوسف بھی ہمارے ساتھ ہوگا اور مزے سے سیر کرے گا۔ کھیلے گا۔ کھائے پئے گا اور شام کو ہم لوگ واپس آ جائیں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھے اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ یہ سب یوسف سے حسد کرتے ہیں۔ انہوں نے جب اتنی محبت کا اظہار دیکھا تو فوراً سمجھ گئے کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔ یہ بھائی جو یوسف کے شدید مخالف رہے ہیں یکایک اتنی محبت کیسے کرنے لگے۔ آپ نے انہیں ٹالنے کے لئے کہا مجھے معلوم ہے کہ تم اس کے بھائی ہو لیکن یوسف ابھی چھوٹا ہے۔ تم جنگل میں سیر کے لئے جاؤ گے۔ کھیلو کودو گے۔ ہوسکتا ہے تم یوسف کی حفاظت سے غافل ہو جاؤ اور کوئی درندہ اسے نقصان پہنچا دے۔ اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ تم سیر کر آؤ اور یوسف کو رہنے دو۔ نہیں والد محترم!! بھائیوں میں سے ایک بولا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہماری موجودگی میں کوئی درندہ اسے نقصان پہنچا دے۔ ہم اتنے سارے بھائی اس کے ساتھ ہوں گے۔ ایسی صورت میں یہ ممکن نہیں ہے۔ آپ ہم پر اعتبار کریں۔ کچھ نہیں ہوگا۔ اچھا!! حضرت یعقوب نے گویا ہار مانتے ہوئے اجازت دے دی۔ جیسے تمہاری مرضی لیکن دیکھو یوسف کا خیال رکھنا۔ اسے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ ایسا ہی ہوگا۔ تمام بھائیوں نے بیک زبان ہو کر کہا اور اگلے روز سیر پر جانے کی تیاری شروع کر دی یعنی یوسف کو کنویں میں پھینک کر آنے کی تیاری....

یوسف اس بات سے بالکل بے خبر تھے کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ انہیں صرف اتنا معلوم تھا کہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ گھومنے پھرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ لیکن مکار بھائی اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھے۔ چنانچہ جنگل پہنچ کر انہوں نے ایک متروک سا کنواں دیکھا اور یوسف کو اٹھا کر اس میں پھینک دیا۔ عین اس وقت جس وقت وہ یہ کام کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو وحی کے ذریعے تسلی دی اور فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے تم ضرور محفوظ رہو گے اور ایک وقت آئے گا کہ تم اپنے ان بھائیوں سے اس سلوک کے متعلق پوچھو گے۔ خدا تعالیٰ کی اس بشارت سے یوسف مطمئن ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا۔ پھر ڈر کیسا تھا؟ مکار بھائی انہیں کنویں میں پھینک کر شام ڈھلے گھر واپس لوٹے اور روتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتایا کہ یوسف کو جنگل میں بھیڑیا کھا گیا ہے۔ کیا؟ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تو غم کے مارے حالت خراب ہو گئی۔ لیکن کیسے؟ تم سب کہاں تھے؟ اسے بھیڑیا کیسے کھا گیا؟ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے پوچھا۔ ہوا یوں کہ ہم جنگل میں جا کر کھیلنے کودنے میں مصروف ہو گئے۔ ایک بھائی نے جھوٹا قصہ بنا کر والد کو مطمئن کرنا چاہا۔ ہم نے آپس میں دوڑ کا مقابلہ شروع کر دیا اور یوسف سے کہا کہ تم یہاں سامان کے پاس بیٹھ جاؤ۔ وہ سامان کے پاس بیٹھا تھا اور ہم دوڑتے ہوئے دور نکل گئے۔ اسی اثناء میں کسی طرف سے ایک بھیڑیا آیا اور یوسف کو کھا گیا۔ یہ دیکھیں اس کی قمیص ہم ساتھ لائے ہیں۔ ایک بھائی نے یوسف کی قمیص نکال کر والد کے سامنے رکھ دی۔ اس قمیص پر آتے ہوئے وہ کسی جانور کا خون لگا کر لے آئے تھے۔ یہ دیکھیں یوسف کی خون آلود قمیص! والد محترم ہم بہت شرمندہ ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے۔ گو ہم جانتے ہیں کہ اگرچہ ہم سچ بھی بول رہے ہوں آپ کو ہماری بات کا یقین ہرگز نہیں آئے گا۔ لڑکوں نے اپنی بات میں مزید زور پیدا کرنے کے لئے کہا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ایک عقل مند اور ذہین انسان تھے۔ وہ اپنے بیٹوں کی باتوں کو سن کر فوراً سمجھ گئے کہ معاملہ یوں نہیں ہے جیسے یہ بیان کر رہے ہیں بلکہ بات کچھ اور ہے۔

انہوں نے اپنے بیٹوں سے بھی صاف صاف کہہ دیا کہ یہ باتیں جو تم بیان کر رہے ہو ہر گز ہر گز سچ نہیں ہیں بلکہ تمہارے دل میں شیطان نے کوئی بری بات تمہیں اچھی کر کے دکھائی ہے۔ لیکن میں تم سے کیا کہوں؟ تم اگر اس قابل ہوتے تو ایسی حرکت کرتے ہی کیوں۔ تم نے جو کچھ بھی کیا اللہ تعالیٰ اسے اچھی طرح جانتا ہے۔ پس میں تو اللہ تعالیٰ سے ہی مدد کا طالب ہوں اور صبر کرتا ہوں۔ کبھی نہ کبھی یہ بات ضرور کھل جائے گی۔ دراصل حضرت یعقوب علیہ السلام خدا تعالیٰ کی بشارتوں اور خوشخبریوں کی بناء پر یہ یقین رکھتے تھے کہ یوسف ان کا بیٹا ضرور ایک عظیم انسان بنے گا۔ خدا تعالیٰ کے مقربین میں بلکہ اس کے انبیاء میں شامل ہو گا۔ اس وجہ سے آپ کو اس کی جدائی کا صدمہ تو تھا لیکن مایوسی بہر حال نہیں تھی۔ ادھر یوسف کنویں کی تہہ میں پڑے خدا تعالیٰ کی مدد کے منتظر تھے۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ ایک قافلہ جو فلسطین سے مصر کی جانب جا رہا تھا عین اس کنویں کے پاس آ کر ٹھہرا۔ قافلے والوں نے جنگل میں اس کنویں کے پاس پڑاؤ کیا اور اپنے ایک آدمی سے کہا کہ جاؤ کنویں سے پانی لے آؤ۔ وہ آدمی کنویں پر پہنچا اور پانی نکالنے کے لئے اپنا ڈول کنویں میں ڈالا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کنویں میں ایک خوبصورت بچہ موجود ہے۔ اس نے جلدی جلدی آپ کو باہر نکالا اور قافلے والوں کو بتایا کہ مجھے کنویں میں سے ایک بچہ ملا ہے۔ قافلے کے لوگوں کا خیال تھا کہ اس بچے کو چھپا لیا جائے اور اپنے ساتھ مصر لے جایا جائے کیونکہ وہاں یہ بچہ غلام کے طور پر فروخت کر کے اس کی اچھی خاصی قیمت مل سکتی تھی۔ ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ یوسف کے بھائیوں میں سے بعض جو اپنے جرم کا انجام دیکھنے کے لئے اس کنویں کے آس پاس ہی موجود تھے قافلے والوں کے پاس آ گئے اور آ کر کہا کہ اے قافلے والو! ہم نے اپنے ایک غلام کو سزا کے طور پر کنویں میں ڈالا ہوا تھا تم نے اسے نکال کر چھپا کیوں لیا ہے۔ یہ نکما اور کام چور غلام ہے اس لئے اسے یہ سزا دی گئی تھی۔ تم اگر اسے خریدنا چاہو تو ہم تھوڑی سی قیمت کے عوض اسے بیچنے کو تیار ہیں۔ قافلے کے لوگ تو پہلے ہی اس بچے کو ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔ ایک شخص ان میں سے کھڑا ہوا اور اس نے چند درھم کے بدلے برادران یوسف سے یوسف کا سودا طے کر لیا اور یوسف کو مصر لے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ شخص جس نے آپ کو خریدا تھا مصری حکومت کا ایک سردار تھا۔ وہاں کی حکومت میں اس کے پاس اچھے عہدے تھے۔ وہ آپ کو غلام نہیں بلکہ بیٹا بنا کر اپنے گھر میں رکھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ فلسطین سے اس قافلے کے ساتھ آپ مصر پہنچ گئے۔ مصری سردار آپ کو لے کر اپنے گھر پہنچا اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ لڑکا میرے ساتھ فلسطین سے آیا ہے۔ اس کی رہائش کا بندوبست کرو۔ اب یہ ہمارے ساتھ رہا کرے گا۔ ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں گے اور یہ ہمارے لئے فائدہ مند وجود بن جائے گا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشخبریوں کے مطابق اپنے بندے یوسف کو کنویں سے نکال کر مصر کے ایک معزز گھرانے میں پہنچا دیا اور آپ امن و سلامتی کے ساتھ وہاں رہنے لگے۔ دن گزرتے گئے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ نیکی اور تقوی میں بھی ترقی کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آپ جوانی کی عمر کو پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ نے خاص حکمت اور علم اور فراست آپ کو عطا کی۔ اور مصر میں ایک عزت والا ٹھکانہ آپ کو عطا کر دیا۔ انہی دنوں ایک واقعے نے اس پرسکون زندگی میں ہلچل مچا دی۔ حضرت یوسف علیہ السلام جس گھر میں رہتے تھے اس کی مالکہ جو مصری سردار کی بیوی تھی۔ آپ کے حسن و جمال اور آپ کے اعلیٰ اخلاق کی بناء پر آپ کو بہت پسند کرتی تھی۔ لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ ایک انتہائی نیک اور پاکباز انسان ہیں۔۔۔ اس نے آپ کو بعض برے معاملات میں الجھانا چاہا لیکن آپ نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ باوجود اس کے کہ آپ اس کے گھر میں رہتے تھے آپ نے کسی بھی قیمت پر اس کی بات نہ ماننے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ میری یہ تمام عزت اور تکریم اس گھرانے کی عطا کردہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے یہ تمام انتظام کیا ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اس خدا کی تعلیمات کو بھول کر غلط اور برے کاموں میں پڑ جاؤں۔ آپ نے تہیہ کر لیا کہ جو بھی ہو گا میں برداشت کر لوں گا لیکن اس عورت کی بات نہیں مانوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے جب اس کی بات ماننے سے انکار کیا تو وہ عورت آپ کے خلاف ہو گئی اور اس نے فیصلہ کیا کہ ہر قیمت پر آپ کو مجبور کرے گی۔ لیکن درحقیقت وہ آپ کے عزم سے واقف نہ تھی ورنہ شاید کبھی ایسا فیصلہ نہ کرتی۔ اس نے یوسف علیہ السلام کو دھمکی دی کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تمہیں قید کروا دوں گی۔ حضرت یوسف اس کی یہ بات سن کر بالکل بھی پریشان نہ ہوئے بلکہ آپ برائی کی طرف جانے سے قید کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ اس عورت کی یہ دھمکی سن کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے اللہ! یہ عورت مجھے برائی کی طرف بلا رہی ہے اور میں اس کی بات ماننے سے مسلسل انکار کر رہا ہوں۔ اب اس نے مجھے قید کرنے کی دھمکی دی ہے۔ اے اللہ! میں ان برائیوں کی نسبت قید خانے کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ مجھے قید قبول ہے لیکن تیری نافرمانی کرنا ہر گز ہر گز منظور نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جو آپ کے دل کی سچائی سے واقف تھا اس نے آپ کی یہ دعا قبول کر لی اور آپ کو ایک مدت تک کے لئے قید کر دیا گیا۔ یہ قید خانہ جس میں آپ کو رکھا گیا تھا یہاں دو قیدی اور بھی تھے۔ یہ دونوں مختلف جرائم کی بناء پر یہاں سزا بھگت رہے تھے اور قید میں ساتھ رہنے کی وجہ سے دونوں حضرت یوسف علیہ السلام کی نیکی اور پاکیزگی کے قائل تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ دونوں نے مختلف خوابیں دیکھیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس اپنی خوابوں کا ذکر کر کے کہا کہ ہم آپ کو ایک نیک اور پرہیز گار انسان خیال کرتے ہیں آپ ہمیں ان خوابوں کی تعبیر بتائیں۔ حضرت یوسف نے تعبیر بتانے کی حامی بھری تو انہوں نے اپنا اپنا خواب سنانا شروع کیا۔ پہلے نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں انگوروں کا رس نکال رہا ہوں اس کی بھلا کیا تعبیر ہوسکتی ہے؟ حضرت یوسف نے اسے بتایا کہ یہ ایک اچھی خواب ہے۔ اور تعبیر اس کی یہ ہے کہ تم اس قید سے آزاد ہو جاؤ گے اور واپس جا کر اپنے آقا کی خدمت کرو گے۔ اسے انگوروں کا رس پلاؤ گے۔ پھر دوسرے شخص نے بھی اپنا خواب بیان کیا اور بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے اپنے سر پر روٹیاں اٹھائی ہوئی ہیں اور پرندے ان روٹیوں میں سے کھا رہے ہیں۔ اس کی تعبیر بھی بتا دیں۔ آپ نے اس خواب کو سن کر فرمایا یہ خواب بہت ہولناک تعبیر رکھتی ہے۔ اے خواب دیکھنے والے! اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہیں صلیب دے کر مار دیا جائیگا اور تمہاری لاش کے سر سے پرندے گوشت وغیرہ کھائیں گے۔ یہ تھیں وہ تعبیریں جن کے متعلق تم مجھ سے پوچھ رہے تھے۔ آپ نے اس شخص سے جس کے متعلق آپ نے بتایا تھا کہ وہ قید سے رہا ہو جائیگا کہا کہ اے شخص! تم جب رہا ہو کر اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ تو اس کے پاس میرا ذکر ضرور کرنا۔ میرے حالات بتانا کہ کس طرح میں بغیر کسی گناہ کے جیل میں پڑا ہوا ہوں۔ اس شخص نے وعدہ کر لیا کہ ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا اور پھر وقت گزرتا گیا اور بالآخر ویسا ہی ہوا جیسا حضرت یوسف علیہ السلام نے خوابوں کی روشنی میں بتایا تھا۔ ان ملزموں میں سے ایک کو صلیب دے دی گئی جب کہ دوسرا بری کر دیا گیا اور قید سے رہا ہو گیا۔ لیکن بدقسمتی سے وہ اس وعدے کو جو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا بھول گیا اور آپ کو مزید کچھ سال بے گناہ ہونے کے باوجود اس قید میں گزارنے پڑے۔ لیکن آپ اس قید سے ناخوش نہیں تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں جو لوگ سزائیں بھگتتے ہیں خدا تعالیٰ کی محبت اور شفقت بھی ان سے الگ نہیں ہوتی۔ ایسی قید پر تو ہزاروں آزادیاں قربان کی جاسکتی ہیں۔

بادشاہ مصر کا دربار بڑی شان کے ساتھ لگا ہوا تھا تمام درباری بڑے ادب کے ساتھ بادشاہ کے سامنے موجود تھے اور بادشاہ کی باتیں سن رہے تھے۔ اچانک بادشاہ نے اپنے ایک خواب کا ذکر کیا جو حیرت انگیز تھا۔ بادشاہ نے بتایا کہ میں نے رات خواب میں سات موٹی تازی اور صحت مند گائیں دیکھی ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اس طرح میں نے خواب میں سات تر و تازہ اور سر سبز اناج کی بالیاں دیکھی ہیں جن کے ساتھ کچھ اور بالیاں بھی تھیں جو خشک تھیں۔ کیا اہل دربار میں سے کوئی ہے جو مجھے اس خواب کی درست تعبیر سے آگاہ کر سکے؟ دربار پر ایک خاموشی چھا گئی۔ یہ ایک عجیب سا خواب تھا جس کا کوئی مطلب کسی کے ذہن میں نہیں آ رہا تھا۔ کیا ہمارے دربار میں موجود اھل علم لوگ ہمارے اس خواب کی تعبیر بیان کرنے سے قاصر ہیں؟ بادشاہ نے اپنی بارعب آواز میں اپنی بات کو دہرایا تو کچھ سرداروں نے ہمت کر کے کہا۔ بادشاہ سلامت! آپ خواہ مخواہ اس خواب کو اہمیت دے رہے ہیں۔ خوابیں تو انسان دیکھتا ہی رہتا ہے۔ لیکن ضروری تو نہیں ہوتا کہ ضرور ہر خواب کا کوئی مطلب بھی ہو۔ ہماری رائے میں یہ خواب بھی ایسا ہی ہے۔ اس وجہ سے تمام اہل علم دانشور بھی اس کی تعبیر بتانے سے قاصر ہیں۔ بہتر ہو گا کہ ہم اس کا ذکر چھوڑ دیں۔ یہ تمام باتیں جس وقت دربار میں ہو رہی تھیں اس وقت بادشاہ کا وہ ملازم بھی جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانے میں وقت گزار چکا تھا دربار میں موجود تھا۔ اس نے جب بادشاہ کا خواب سنا تو فوری طور پر اس کا خیال حضرت یوسف کی طرف گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یوسف خواب کی بالکل صحیح تعبیر بتاتے ہیں۔ وہ فوری طور پر بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں اس خواب کی تعبیر بتا سکتا ہوں لیکن مجھے تھوڑی سی مہلت درکار ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں میں کچھ دیر میں آتا ہوں۔ چنانچہ وہ دربار سے نکل کر سیدھا قید خانے پہنچا جہاں ابھی تک حضرت یوسف علیہ السلام قید تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی وہ شخص بولا۔ اے یوسف! اے سچے انسان! میں ایک خواب کی تعبیر پوچھنے کے لئے تمہارے پاس آیا ہوں۔ براہ کرم مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ۔ آپ نے اسے کہا کہ اچھا خواب بتاؤ۔ میں تعبیر کرتا ہوں۔ اس نے بادشاہ کا سارا خواب کہہ سنایا کہ یوں انہوں نے سات موٹی گائیں دیکھی ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اسی طرح سات سر سبز اناج کی بالیاں اور کچھ خشک بالیاں دیکھی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پورا خواب سنا اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کے مطابق اس کی تعبیر کرنا شروع کر دی۔ آپ نے اسے بتایا کہ اس خواب میں ایک بہت بڑا پیغام ہے۔ بات یہ ہے کہ تم لوگ سات سال تک خوب محنت کے ساتھ کاشتکاری کرو گے۔ غلہ بھی خوب پیدا ہو گا اور خوشحالی بھی ہو گی۔ لیکن فراخی کے ان سات سالوں کے بعد سات سخت تنگی کے سال آئیں گے۔ جن میں پیداوار بہت کم ہو گی۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم لوگ ان پہلے سات سالوں میں جو بھی پیداوار حاصل کرو۔ ضرورت کے مطابق اسے استعمال کرو اور باقی اناج سات قحط کے سالوں کے لئے رکھ لو۔ یوں تمہارے وہ قحط والے سال بھی سکون سے گزر جائیں گے۔ اور قحط زیادہ تکلیف دہ نہیں ہو گا۔ پھر ان تکلیف کے سالوں کے بعد دوبارہ فراخی کے سال آ جائیں گے۔ اور معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔ وہ

شخص یہ عظیم الشان تعبیر سن کر دوڑتا ہوا بادشاہ کے پاس پہنچا اور تمام واقعہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ بادشاہ اپنی خواب کی ایسی اچھی اور فائدہ مند تعبیر سن کر حیران رہ گیا اور فوری طور پر اس نے حکم دیا کہ اس خواب کی تعبیر بیان کرنے والے شخص کو میرے پاس لایا جائے۔ اے صاحب عقل اور دانشور شخص! یقیناً آپ ہمارے بہت کام آسکتے ہیں۔ بادشاہ نے فوری طور پر یوسف علیہ السلام کو بلانے کے لئے اپنا ایک ہرکارہ قید خانے کی طرف بجھوایا اور آپ کی رہائی سے قبل تمام معاملات کی ازسرنو تحقیق کروائی گئی۔ بادشاہ کے سامنے جب تمام بات کھلی تو معلوم ہوگیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بالکل بے گناہ تھے اور تمام تر قصور مصری سردار کی بیوی کا تھا۔ اس نے خواہ مخواہ آپ کو قید خانے میں ڈلوادیا تھا۔ یوں حضرت یوسف علیہ السلام باعزت طور پر بری ہو گئے اور بادشاہ کے دربار میں عزت کے ساتھ پیش کئے گئے۔ آپ کے ساتھ گفتگو کر کے نیز آپ کی شخصیت کو دیکھ کر بادشاہ بہت متاثر ہوا اور اس نے فیصلہ کیا کہ آپ کو اپنے دربار میں کوئی عمدہ سا عہدہ عطا کرے گا۔ جب اس نے آپ سے یہ بات کی اور اپنی خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے اسے کہا کہ میں مالی امور کا کام بہتر طور پر کرسکتا ہوں اس لئے اگر آپ میرے ذمے کوئی کام لگانا چاہتے ہیں تو مجھے یہ کام دے دیں تا کہ میں اپنے فرائض اچھی طرح ادا کرسکوں۔ بادشاہ نے آپ کی بات سے اتفاق کیا اور آپ کو خزانوں کا افسر بنا دیا۔ یہ ایک عظیم الشان ترقی تھی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی۔ کہاں آپ ایک کمزور بچے کی حیثیت سے اس ملک مصر میں داخل ہوئے تھے اور کہاں اب آپ یہاں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو گئے تھے۔ ہر قسم کی فراخی آپ کو حاصل ہوگئی تھی اور یہ تمام کی تمام ترقیات خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان تھیں۔ اب اچھا وقت شروع ہو چکا تھا۔ آپ اپنی خداداد صلاحیتوں کی بناء پر نہایت اچھی طرح اپنا کام کر رہے تھے۔ سات سال گزر گئے اور وہ قحط جس کا آپ نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر میں ذکر کیا تھا شروع ہو گیا۔ اناج کی قلت ہوگئی اور پیداوار نہ ہونے کے برابر رہ گئی۔ یہاں اس ملک میں تو چونکہ پہلے سے ہی انتظام کر لیا گیا تھا اس لئے کوئی دقت نہ ہوئی لیکن اردگرد کے علاقوں کے لوگ قحط کی وجہ سے شدید مشکلات کا شکار ہو گئے اور بھوکوں مرنے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام خلق خدا کے ساتھ بے انتہاء ہمدردی کرنے والے وجود تھے۔ آپؑ نے اپنے اناج کو آس پاس کے قحط زدہ لوگوں میں بھی بانٹنا شروع کر دیا اور لوگ دور دور سے اناج لینے کے لئے آپ کے پاس آنے لگے۔ اور ایک دن بہت حیران کن واقعہ ہوا۔ ہوا یوں کہ اناج لینے کے لئے آنے والے لوگوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائی بھی تھے۔ ان کے علاقے میں بھی شدید قحط پڑا تھا سو وہ اپنی ضرورت کے لئے اناج لینے آئے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو فوراً پہچان گئے۔ لیکن وہ آپ کو نہ پہچان سکے۔ اور آ کر آپ سے درخواست کی کہ اے نیک انسان ہمیں ہماری ضرورت کے مطابق کچھ اناج دے دیں۔ آپ نے انہیں اناج دیا اور باتوں باتوں میں ان سے گھر کے افراد کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم دس بھائی ہیں اور ایک ہمارا سوتیلا بھائی بنیامین بھی ہے جو چھوٹا ہونے کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہیں آیا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آغاز میں ہم نے پڑھا تھا کہ حضرت یوسف اور بنیامین آپس میں سگے بھائی تھے۔ آپ کا دل چاہا کہ اپنے چھوٹے بھائی سے ملاقات کریں۔ چنانچہ آپ نے اپنے سوتیلے بھائیوں سے کہا۔ اے فلسطینی نوجوانو! آئندہ جب تم اناج لینے کے لئے آؤ تو اپنے اس چھوٹے بھائی کو بھی ساتھ لیکر آنا! اور دیکھو!! اگر تم اسے ساتھ نہ لائے تو میں تمہیں اناج کا ایک دانہ بھی نہیں دوں گا۔ ٹھیک ہے ناں! بالکل ٹھیک ہے! تمام بھائیوں نے جواب دیا اور وعدہ کیا کہ اگلی مرتبہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ لیکر آئیں گے۔ گھر واپس پہنچ کر بھائیوں نے تمام ذکر اپنے والد سے کیا اور کہا کہ اگلی مرتبہ ہم بنیامین کو بھی اپنے ساتھ مصر لیکر جائیں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی یہ بات سنی تو فرمایا میں کیسے بنیامین کو تمہارے ساتھ بھیج سکتا ہوں جب کہ اس سے پہلے تم یوسف کے بارے میں ایک کو تاہی کر چکے ہو۔ تمہاری غلطی کی وجہ سے یوسف کھو گیا۔ کیا میں اسی طرح اب بنیامین کو بھی کھو دوں۔ انہوں نے جواباً کہا ہم پختہ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر آپ بنیامین کو ہمارے ساتھ بجھوا دیں تو ہم اس کی حفاظت کریں گے اور اگر خدا نے چاہا تو یہ باحفاظت واپس آجائے گا۔ ویسے بھی غلہ لانے کے لئے بنیامین کا جانا ضروری ہے ورنہ وہاں سے اناج ملنے کی امید نہیں ہے۔ ان کی باتوں اور حالات و واقعات کو مدنظر رکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کو لے جانے کی اجازت دے دی۔ اور بھائیوں کا یہ قافلہ مصر کی جانب روانہ ہو گیا اور یوسف کے پاس پہنچ کر انہوں نے ایک مرتبہ پھر اناج کا مطالبہ کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام بنیامین کو لے کر ایک طرف ہو گئے اور اسے بتایا کہ میں تمہارا گمشدہ بھائی یوسف ہوں۔ اب تم فکر نہ کرو جلد ہی حالات اچھے ہو جائیں گے۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اناج کے بورے بھر دیے گئے اور قافلے کے چلنے کی تیاری شروع ہو گئی۔ اس اثناء میں ایک شاہی ہرکارے نے برادران یوسف کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ اے قافلے والو! تم چور ہو!! تم نے شاہی پیمانہ چرا لیا ہے کیونکہ ہم اسے گم پاتے ہیں۔ یوسف کے بھائیوں کا اصرار تھا کہ انہوں نے شاہی پیمانہ نہیں چرایا جب کہ شاہی کارندوں کا کہنا تھا کہ پیمانہ تمہارے ہی سامان میں ہے۔ چنانچہ طے یہ پایا کہ تلاشی لی جائے اور جس کے پاس سے وہ پیمانہ برآمد ہو اسے یہیں روک لیا جائے۔ ہوا دراصل یہ تھا کہ اناج ناپتے ہوئے غلطی سے وہ پیمانہ بنیامین کے بورے میں رہ گیا تھا اور کسی کو بھی اس کی خبر نہ تھی۔ بہرحال تلاشی ہوئی تو وہ پیمانہ بنیامین کے بورے میں سے نکل آیا اور قانوناً بنیامین کو مصر میں ٹھہرنا پڑ گیا۔ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ذریعہ تھا بنیامین کو وہاں روکنے کا۔ یوں بنیامین وہیں رک گیا اور باقی بھائی روتے پیٹتے گھر واپس پہنچ گئے۔ انہیں بنیامین کے روکے جانے کا غم ہرگز نہ تھا بلکہ انہیں یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ پہلے ہم نے یوسف کے ساتھ بہت برا سلوک کیا تھا۔ اب بنیامین کو بھی یہاں چھوڑے جاتے ہیں۔ اپنے والد کو کیا جواب دیں گے۔ لیکن یہ کڑوا گھونٹ انہیں بھرنا پڑا اور والد کو بتانا پڑا کہ کیا واقعہ ہوا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام خدا تعالیٰ کی ہر تقدیر پر راضی رہنے والے انسان تھے۔ آپ ان سب سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں جھک گئے۔ رو رو کر التجا کی کہ اے اللہ میں یوسف اور بنیامین دونوں کی گمشدگی پر تیرے حضور التجا کرتا ہوں ہمارے دکھوں کے دنوں کو دور کر دے اور ہم پر رحم فرما۔ میرے دونوں گمشدہ بیٹے مجھے عطا کر دے۔ یہ دعائیں کرنے کے بعد آپ دوبارہ اپنے بیٹوں کے پاس آئے اور انہیں کہا کہ جاؤ بنیامین کی رہائی کے لئے کوشش کرو۔ یقیناً کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔ چنانچہ وہ بھائی ایک مرتبہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آ پہنچے۔ ان کی منت سماجت کی اور مدد کی درخواست کی۔ اب یوسف نے یہی بہتر سمجھا کہ انہیں سب بات بتا دیں تا کہ اپنے والد سے بھی مل سکیں۔ آپ نے انہیں کہا کیا تم اس حرکت کو بھول گئے ہو جو تم نے اپنے بھائی یوسف کے ساتھ کی تھی۔ یہ سننا تھا کہ بھائی ٹھٹھک کر رہ گئے۔ کیا؟ یہ بات آپ کو کیسے پتہ ہے؟ کہیں آپ یوسف ہی تو نہیں ہیں؟۔ بھائیوں نے حیرانگی سے پوچھا۔ ہاں میں یوسف ہوں! حضرت یوسف نے راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ لیکن پریشان مت ہو۔ تم میرے بھائی ہو میں تمہاری غلطیاں معاف کرتا ہوں۔ اب تم ایسا کرو کہ جاؤ اور والد محترم کو لیکر میرے پاس آ جاؤ۔ تا کہ ہم سب پُرسکون طور پر یہاں اکٹھے رہ سکیں۔ دوسری طرف حضرت یعقوب علیہ السلام بھی یہ محسوس کر رہے تھے کہ دعائیں قبول ہونے کا وقت آ چکا ہے۔ آپ لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ بے شک تم مجھے دیوانہ کہو لیکن نہ جانے کیوں مجھے اپنے بیٹے یوسف کی خوشبو سی آ رہی ہے۔ اور پھر بالکل ایسا ہی ہوا۔ اور وہ پیغام لانے والا حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس خوشیوں بھرا یہ پیغام لے کر آیا کہ یوسف نہ صرف زندہ ہے بلکہ مصر میں ایک معزز عہدے پر فائز ہے۔ آپ بھی چلیں تا کہ یوسف سے ملاقات ہو سکے۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی بیوی مینی یوسف کی والدہ دونوں آپ کے پاس پہنچے اور دکھ کے دنوں کا خاتمہ ہو گیا۔ تمام لوگ بہت خوش تھے۔ اور اس خوشی میں خدا تعالیٰ کا بے انتہاء شکر کر رہے تھے۔ گیارہ بھائی اور یوسف کے والدین خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدے میں گر گئے اور تب حضرت یوسفؑ نے اپنے والد کو یاد کروایا کہ آج سے بہت سال پہلے جو میں نے خواب بیان کیا تھا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند میرے سامنے خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ کر رہے ہیں وہ آج پورا ہو گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے احسانات تھے کہ میں اس مقام تک پہنچا ہوں۔ یوں یہ خاندان مصر میں رہنے لگا اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر میں ہی وفات پائی۔ حضرت یوسف نے وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ آپ کو مصر میں دفن نہ کیا جائے بلکہ آپ کے آبائی ملک فلسطین میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ آپؑ کی وفات کے بعد آپ کی لاش حنوط کر کے محفوظ کر لی گئی اور جب بنی اسرائیل نے حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے میں مصر سے فلسطین کی طرف ہجرت کی تو وہ جاتے ہوئے آپ کی حنوط شدہ لاش کو بھی لے گئے۔ اور وہاں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ بعض روایات کے مطابق آپ کی قبر فلسطین کے علاقے نابلس کے ایک گاؤں بلاطہ میں ہے۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

گذشتہ ایک سو تیس سال سے کر رہے ہیں یا جب سے خلافت کا نظام شروع ہوا تو ایک سو بارہ سال سے کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کام کیا۔ اور نہ صرف مسلمانوں کو قرآن کریم، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحیح احادیث زمانے کے امام اور حکم اور عدل کی عارفانہ تشریح کی روشنی میں بتا رہے ہیں بلکہ غیر مسلموں کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم بتا کر انہیں دائرۂ اسلام میں شامل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پس مسیح موعود اور حکم و عدل کی جماعت اختلافات ختم کرنے کے لیے قائم ہوئی ہے اور باوجود مخالفتوں، مقدموں، سختیوں اور گالیوں کے ہماری طرف سے ہر ایک کو امن اور سلامتی اور دعا کا ہی پیغام ہوتا ہے۔ یقیناً ہم نے حق کو پھیلانے اور حق بات کہنے سے نہیں رکنا اور اس کے لیے قربانیاں بھی دے رہے ہیں۔ لڑائی اور گالم گلوچ نہ ہماری طرف سے پہلے کبھی ہوئی نہ ہو گی۔ الٰہی جماعتوں کی مخالفتیں بھی ہوتی ہیں اور ان کو ظلم بھی سہنے پڑتے ہیں لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا فرماتا ہے۔ ہم دعا بھی کرتے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ کوشش بھی کرتے رہیں گے کہ زمانے کے امام کے پیغام کو ہر مذہب اور ہر ملک کے لوگوں میں پھیلاتے رہیں لیکن عامۃ المسلمین اور سنجیدہ طبع اور حق کے متلاشی اور فتنہ و فساد ختم کرنے کی خواہش رکھنے والے صاحبِ علم اور عقل لوگوں سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ اس بات پر غور کریں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 2020ء بحوالہ الاسلام)

طاہر محمود عابد۔ مبلغ انچارج و صدر جماعت گنی کناکری

خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا

خلافت سے محبت ایک ایسا فطری امر ہے جو ہر احمدی مسلمان کے رگ و ریشے میں سرایت کئے رہتا ہے اب یہ کہنا کہ کس کو کتنی محبت ہے خلیفہ وقت سے اس کو بظاہر ناپنے کیلئے ہمارے پاس کوئی پیمانہ نہیں ہے ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ خلیفہٴ وقت سے محبت کا سلسلہ حضور اقدس سے رابطہ کے ذریعہ بڑھایا جاسکے (جب میں یہ کہتا ہوں کہ بڑھایا جاسکے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہمیں حضور انور سے کم محبت ہے۔ ہاں! مطلب یہ ہے کہ حضور کو ہماری محبت کا کیسے علم ہو اور یہ محبت دو طرفہ کیسے بڑھے) تو اس کے لئے حضور اقدس سے رابطہ بذریعہ خطوط یا اور ذرائع جن میں ذاتی ملاقاتیں اور یا پھر خلیفہٴ وقت کی بارگاہ میں شرف باز یابی بطور خادم سلسلہ۔ آخر الذکر انعام تو انہیں لوگوں کے حصّہ میں آتا ہے جو براہ راست خلیفہٴ وقت کے ساتھ کام کرنے کی سعادت پاتے ہیں یا پھر جن پر اللہ انعام کردے اور خدا کا یہ نمائندہ خاص اس انعام یافتہ بندہ کو خود اپنی بارگاہ میں طلب فرمالیں اور وہ شخص مورد انعام الٰہی بن جائے اور دیدار خلیفۃ المسیح سے نہ صرف اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرے بلکہ لمس خلافت سے مہبط انوار الٰہی کا مورد ہو اور دلی سکون پائے۔ مؤخر الذکر بات خاکسار صرف لفّاظی کے طور پر بیان نہیں کر رہا بلکہ اس کا عینی شاہد اور گواہ بھی ہے کہ افراد جماعت تو خلیفہ وقت کے دیدار اور ملاقات کیلئے بے قرار رہتے ہی ہیں لیکن غیر از جماعت احباب بھی اس نعمت سے حصہ پاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک ایمان افروز واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

ہوا کچھ یوں کہ 2016ء میں خاکسار گنی کناکری سے ایک وفد کے ساتھ جلسہ سالانہ برطانیہ میں حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مشفقانہ اجازت سے حاضر ہوا۔ جلسہ میں شرکت کیلئے گنی کی نیشنل اسمبلی کے نائب صدر محترم محمد سلیم باہ صاحب، وزارت مذہبی امور کے وزیر کے نمائندہ مکرم نورالدین فادیگا اور پولیس ٹریننگ کالج کے ڈائریکٹر محترم الحسن سیسے شامل ہوئے۔ اس وفد نے جلسہ میں کیا برکات سمیٹی یہ ایک الگ مضمون ہے جو انشاء اللہ العزیز کسی اور موقع پر پیش کروں گا لیکن اس وقت خلیفہٴ وقت سے محبت اور بارگاہ خلافت سے فیض یاب ہونے کی بات ہو رہی ہو تو جلسہ سالانہ کے بعد وکالت تبشیر لندن کی طرف سے ہمیں ملاقات کا دن اور وقت مقرر کر دینے کی اطلاع موصول ہوئی۔ لہذا مقررہ دن ہم سب خوب تیار ہو کر مسجد فضل لندن پہنچ گئے اور بے چینی سے ملاقات کا انتظار کرنے لگے۔ حضور انور کی بے پناہ مصروفیات اور بالخصوص ایک نماز جنازہ حاضر کے آجانے سے کافی دیر ہوگئی اور خاکسار کے ساتھ ملک کی اہم شخصیات تھیں جو کہ صبر سے انتظار کر رہی تھیں۔ اس اثناء میں دفتر تبشیر لندن میں کام کرنے والے مبلغ سلسلہ جو کہ ملاقات کے انتظامات کرتے ہیں میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ کے وفد کے مہمان ناراض تو نہیں ہیں کیونکہ کافی دیر ہوگئی ہے، لیکن ساتھ ہی کہنے لگے اس کا تریاق ابھی ہو جاتا ہے جب یہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دفتر میں داخل ہونگے اور بارگاہ خلافت سے فیضیاب ہونگے (یہاں پر یہ بات عرض کرتا چلوں کہ یہ حقیقت ہے کہ یہاں گنی میں بڑے عہدوں پر فائز لوگ بہت متکبر ہو جاتے ہیں اور ان کے لئے کسی کا انتظار کرنا مشکل ہوتا ہے) بعینہ وہی ہوا کہ جب ہم حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیارے حضور نے ان سے گفتگو فرمائی تو سب کے چہرے کھل اٹھے گویا کسی مسیحا نے سب بیماروں کو اپنی مسیحانہ نظر سے شفا بخش دی ہو۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

جب ہم ملاقات کے بعد باہر آئے تو خاکسار نے سب سے دریافت کیا کہ حضور انور سے ملاقات کا تجربہ کیسا رہا تو سب احباب نے برملا اظہار کیا کہ ان جیسی شخصیت سے ملاقات کیلئے اگر ہمیں گھنٹوں بھی بیٹھنا پڑتا تو ہم بیٹھ لیتے۔ وزارت مذہبی امور سے تشریف لانے والے نمائندہ نے کہا کہ میں بڑی بڑی مذہبی شخصیات سے ملتا رہتا ہوں لیکن آج مجھے خاص لطف محسوس ہو رہا ہے جیسے کسی خدائی نمائندہ سے ملاقات ہوئی ہے اور یہ محسوس ہو رہا ہے گویا یہ شخص دنیا کے مسائل اپنی دعاؤں سے حل کرسکتا ہے لہذا یہ صرف آپکے ہی خلیفہ نہیں بلکہ ساری امت مسلمہ کے خلیفہ ہیں اور پولیس کے ڈائریکٹر صاحب نے کہا کہ میں ہمیشہ اس بات پر فخر کرتا رہوں گا کہ مجھے آج خدا کے نمائندہ کے پاس بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی (اللہ کے فضل سے واپس آنے کے کچھ عرصہ بعد ان کو بیعت کر کے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہونے کی بھی سعادت نصیب ہوئی)۔

تو قارئین کرام! یہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے اس کا انتظار چودہ سو سال سے ہو رہا تھا اور یہ انتظار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق تھا اور اس کی تکمیل کیلئے اس امام آخر الزماں حضرت مسیح و مہدی موعودؑ کا آنا ضروری تھا اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب چشمہٴ معرفت میں فرماتے ہیں:

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ وہیں تک ختم ہوگیا ہے۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ پر ڈال دی جو قربِ قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کیلئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اس نائب النبوۃ کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے:۔

هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصّف :10)

یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک اکمل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کردے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے... اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔"

(چشمہٴ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 82-83)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ثم تکون الخلافة علی منهاج النبوة کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد اس عظیم نعمت کو جاری فرمایا اور خلیفہٴ وقت کا جماعت سے اور جماعت کا خلیفہٴ وقت سے پیار و محبت کا یہ سلسلہ جاری و ساری ہے اور یہ بات طے ہے کہ جو بھی اس سائبان کے نیچے آئے گا وہی نجات پائے گا اور قرآنی پیشگوئیوں کے مطابق ان تمام رحمتوں، برکتوں اور نعمتوں کا وارث ہو گا جو خدائے پاک نے اپنے پاک کلام میں غلامان خلافت کیلئے قیامت تک کیلئے محفوظ کر دی ہیں۔

بات خلافت سے وابستہ ہونے پر نعمتوں کی چلی ہے تو اس سلسلہ میں کچھ ایمان افروز واقعات عرض کرتا چلوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے نمائندہ کے وجود باوجود میں برکت رکھ دیتا ہے کہ جو انہیں چھو بھی لیتا ہے وہ بابرکت ہو جاتا ہے اسی جلسہ سالانہ یوکے 2016ء جس کا ذکر خاکسار نے کیا ہے ہمارے نیشنل اسمبلی کے نائب صدر جناب محمد سلیم باہ صاحب شامل ہوئے اور حضور اقدس سے ملاقات کے اختتام پر انہوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر کھنچوانے کی خواہش کا اظہار کیا تو جہاں گروپ کے ساتھ فوٹو لی گئی وہاں حضور اقدس نے ان کو ارشاد فرمایا کہ آپ اکیلے آجائیں تصویر کیلئے تو وہ اس بات پر بہت خوش تھے کہ مجھے یہ سعادت ملی۔ واپس آکر انہوں نے اس تصویر کو بڑا کروا کے فریم کروا کر نیشنل اسمبلی کے احاطہ میں واقع اپنے آفس میں آویزاں کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد پاکستان سے محترم میر مبارک صاحب وکیل المال ثانی یہاں گنی دورہ پر تشریف لائے تو خاکسار انہیں ان سے ملاقات کیلئے ان کے آفس لے گیا جہاں انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر دیکھی اور محترم سلیم باہ صاحب سے پوچھا کہ یہ سعادت آپ کو کب نصیب ہوئی جس پر انہوں نے بیان کیا کہ جلسہ سالانہ یوکے کے موقعہ پر لی گئی یہ تصویر جب سے میں نے آفس میں آویزاں کی ہے آفس میں آنے والی ہر شخصیت نے ان کے بارہ میں یہی بات کہی ہے کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کا خاص بندہ لگتا ہے جن سے آپ کو ملنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ نائب صدر صاحب نے محترم میر صاحب کو بتایا کہ جب سے میں نے یہ تصویر یہاں آویزاں کی ہے اللہ تعالیٰ نے میرے کاموں میں غیر معمولی برکت عطا کی۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔ قارئین کرام! یہ الٰہی تصرف ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں سے اپنی خاص رحمت کا سلوک فرماتا ہے اور ان کا وجود انوار رحمت کا باعث بن جاتا ہے اور پھر اس سے ہر وہ شخص فائدہ اٹھاتا ہے جو اس کے سایہ میں آجاتا ہے۔

اسی طرح 2018ء کے جلسہ سالانہ جرمنی کے موقعہ پر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مشفقانہ اجازت سے گنی کناکری کے نیشنل ہاسپیٹل کے ڈائریکٹر جنرل جناب ڈاکٹر محمد اواڈا صاحب جو کہ لبنانی النسل ہیں جلسہ میں شامل ہوئے۔ حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی اور حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ خاکسار آپ کے ساتھ تصویر بنانے کی سعادت پا سکتا ہے جس پر حضور انور نے از راہ شفقت ان کے ساتھ تصویر بنوائی۔ یہ تصویر بعد ازاں انہوں نے اپنے دفتر میں فریم کروا کر آویزاں کی 2020ء میں جب ہیومینٹی فرسٹ کے چیئرمین ڈاکٹر حفیظ عزیز صاحب گنی دورہ پر تشریف لائے تو ہم ملاقات کیلئے ڈاکٹر اواڈا صاحب سے ملنے ان کے دفتر گئے تو دفتر میں پہلے سے موجود گنی کے وزیر تعلیم ملاقات ختم کر کے باہر نکل رہے تھے جس پر ڈاکٹر اواڈا صاحب نے حضور انور کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے وزیر صاحب کو بتایا کہ یہ امت مسلمہ کے مذہبی رہنما ہیں اور احمدیہ مسلم جماعت کے پانچویں خلیفہ ہیں۔ مجھے ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا جس پر وزیر صاحب بہت متاثر ہوئے۔ ان کے جانے کے بعد ڈاکٹر اواڈا صاحب نے چیئرمین صاحب کو بتایا کہ حضور انور سے ملاقات کے بعد اور جب سے میں نے یہ تصویر یہاں آویزاں کی ہے مجھ پر اللہ تعالیٰ کے

خاص فضل ہو رہے ہیں یہاں ہسپتال میں میری مخالفت پر ایک گروہ کمر بستہ رہتا تھا لیکن اب اللہ کے فضل سے وہ سب میرے حق میں ہو گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور کی برکت سے اللہ نے یہ فضل فرمایا ہے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالك۔

خلیفۃ المسیح سے جماعت کی محبت اور آپ کے پاک وجود سے اور آپکی دعاؤں سے حاصل ہونے والی برکتوں کا یہ عالم ہے کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے بچپن سے ہی ہمارے گھر میں (یہ ہمارے گھر کا ہی نہیں ہر احمدی گھرانے کا حال ہے) کہ جب بھی کوئی معاملہ جس میں کوئی پریشانی ہو یا کوئی بیمار ہوگیا یا پھر ایسا مسئلہ جس کو سلجھانا مشکل ہو تو فوراً والدین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خط لکھو دعا کیلئے یا پھر مشورہ کیلئے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خلیفۃ المسیح کی بارگاہ میں خط کے ذریعہ فریاد کی گئی ہو اور اس کا حل اللہ تعالیٰ نے نہ کیا ہو۔ گزشتہ دنوں الفضل میں ایک مضمون نظر سے گزرا کہ خلیفۃ المسیح کی خدمت میں خط لکھ دینا ہی کافی اور یہ انتظار کرنا کہ یہ خط بارگاہ خلافت میں پہنچے تو دعاؤں کا اثر ہو گا غلط ہے بلکہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو خاکسار اس بات کا گواہ ہے کہ حضور اقدس کی خدمت میں خط لکھنے بیٹھو تو معاملات ٹھیک ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ ابھی پندرہ بیس دن کی بات ہے کہ ہماری بیٹی نے شوہر کے ساتھ جرمنی سے ہمارے پاس آنا تھا۔سب معاملات ٹھیک تھے لیکن کووڈ ٹریولنگ ٹیسٹ کی رپورٹ موصول نہیں ہو رہی تھی اور جہاز اڑنے میں چند گھنٹے رہ گئے تھے۔ صبح بیٹی نے پریشانی کے عالم میں فون پر بتایا کہ رپورٹ نہیں آ رہی جس کی وجہ سے پریشان ہیں۔ خاکسار نے کہا کہ میں ابھی اللہ تعالیٰ کے نمائندہ خاص خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست کرتا ہوں اللہ فضل فرمائے گا۔ آپ یقین کریں کہ خط لکھ کر میں نے فیکس کا سینڈ کا بٹن دبایا ہے کہ فون کی بیل بجی اور بیٹی نے اطلاع دی کہ رپورٹس آ گئی ہیں اور ہم ائیر پورٹ کیلئے روانہ ہو رہے ہیں۔ تو کیوں ہم ایسے عظیم وجود سے محبت نہ کریں جو ہمارے لئے ایک آس ہے ایک سائبان ہے اور ایک امید ہے اور حبل اللہ ہے جسے تھام کر ہم پل صراط کو پار کر سکتے ہیں۔ دل سے بے اختیار یہ آواز آئی کہ ؛

خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا
وہ دل ہے ہمارا، آقا ہمارا

پس شرط یہ ہے کہ ہم اس کے بن جائیں اور اس کی ہر آواز پر دل وجان سے لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو جائیں۔ بعض دفعہ یوں بھی ہوتا ہے کہ ہم خلیفۂ وقت سے اپنی محبت کا اظہار لفظوں میں نہیں کر سکتے جیسا کہ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

دل میں طوفاں چھپائے بیٹھے ہیں
یہ نہ سمجھو کہ ہم کو پیار نہیں

احمدی مسلمان کمزور ہو یا صاحب ایمان ہو، خاکسار کا یہ مشاہدہ ہے کہ خلافت سے محبت ایک ایسا فطری امر ہے، جس کی مثال ہمیں اور کسی رشتے میں نظر نہیں آتی۔ ہاں! یہ ہوسکتا ہے کہ ہر شخص کا انداز الگ ہو محبت کرنے کا، لیکن اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ محبت کا جذبہ ہر احمدی کے دل میں موجود ہے اور خلیفۃ المسیح کے مقام اور مرتبہ کو جب تک کوئی شخص نہیں سمجھتا اس وقت تک اس کی برکات سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور اس کے لئے مکمل باادب ہونا چاہئے۔

حضرت مصلح موعودؓ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 29 جون 1917 ء میں فرماتے ہیں :

’’بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے کلام اور تحریر پر قابو نہیں رکھتے۔ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ صوفیاء کا قول ہے کہ ’’اَلطَّرِیْقَۃُ کُلُّھَا أَدَبٌ‘‘ تو جب تک انسان اپنے قول اور تحریر پر قابو نہیں رکھتا اور نہیں جانتا کہ اس کی زبان اور قلم سے کیا نکل رہا ہے وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے وہ تو حیوان سے بھی بدتر ہے کیونکہ جانور بھی خطرہ کی جگہوں سے بچتا ہے لیکن انسان مآل اندیشی سے ہرگز کام نہیں لیتا جانور کو کسی خطرہ کی جگہ مثلاً غار کی طرف کھینچیں تو وہ ہرگز ادھر نہیں جائے گا۔ مولوی رومی صاحب نے اپنی مثنوی میں ایک مثال لکھی ہے کہ ایک چوہا ایک اونٹ کو جس طرف وہ اونٹ جا رہا تھا ادھر ہی اس کی نکیل پکڑ کر لے چلا لیکن جب راستہ میں ندی آئی تو اونٹ نے اپنا رخ پھیر لیا تو چوہا ادھر گھسٹتا ہو چلنے لگا جدھر اونٹ جا رہا تھا تو ایک چوہا بھی ایک اونٹ کو جہاں خطرہ نہ ہو، لے جاسکتا ہے مگر جہاں خطرہ ہو وہاں چوہا تو کیا ایک طاقتور آدمی بھی اونٹ کو نہیں لے جاسکتا… مگر انسانوں میں ایک ایسی جماعت ہے جو بات کہتی ہے اور نہیں سمجھتی کہ اس کا کیا مطلب ہے حالانکہ اکثر اوقات ذرا سی غلطی خطرناک نتائج پیدا کر دیا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مومنو! دو معانی والے لفظ رسول کے مقابلہ میں استعمال نہ کیا کرو ورنہ تمہارا ایمان ضائع ہو جائے گا اس سے معلوم ہوتا ہے وہ لوگ مومن تھے اس لئے فرمایا تمہارا ایمان ضائع ہو جائے گا فرمایا تم اگرچہ اسوقت مومن ہو لیکن تم نے اگر اپنی زبانوں پر قابو نہ رکھا تو یاد رکھو ہم تمہیں کافر بنا کے دکھ کے عذاب میں مبتلا کر کے ماریں گے۔ مومن سے شروع کیا لیکن اس غلطی کے باعث کفر پر انجام ہوا۔ پس انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے قول کا نگران ہو ورنہ ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

وہ خلفاء جو خدا کے مامورین کے جانشین ہوتے ہیں ان کا انکار اور ان پر ہنسی کوئی معمولی بات نہیں وہ مومن کو بھی فاسق بنا دیتی ہے پس یہ مت سمجھو کہ تمہارا اپنی زبانوں اور تحریروں کو قابو میں نہ رکھنا اچھے نتائج پیدا کرے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ایسے لوگوں کو میں اپنی جماعت سے علیحدہ کر دوں گا۔ فاسق کے معنی ہیں کہ خدا سے کوئی تعلق نہیں۔‘‘

پھر حضورؓ فرماتے ہیں۔

’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (النساء: 66) جب تک کامل طور پر یہ تیرے فیصلوں کو نہ مان لیں یہ مومن ہو ہی نہیں سکتے جب لوگوں کو عدالتوں کے فیصلوں کو ماننا پڑتا ہے تو خدا کی طرف سے مقرر شدہ خلفاء کے فیصلوں کا انکار کیوں۔ اگر دنیاوی عدالتیں سزا دے سکتی ہیں تو خدا نہیں دے سکتا خدا کی طرف سے فیصلہ کرنے والے کے ہاتھ میں تلوار ہے مگر وہ نظر نہیں آتی اس کی کاٹ ایسی ہے کہ دور تک صفایا کر دیتی ہے۔ دنیاوی حکومتوں کا تعلق صرف یہاں تک ہے مگر خدا وہ ہے جس کا آخرت میں بھی تعلق ہے خدا کی سزا گو نظر نہ آوے مگر حقیقت میں بہت سخت ہے اپنی تحریروں اور تقریروں کو قابو میں لاؤ اگر تم خدا کی قائم کی ہوئی خلافت پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آؤ گے تو خدا تمہیں بغیر سزا کے نہیں چھوڑے گا جہاں تمہاری نظر بھی نہیں جاسکتی وہاں خدا کا ہاتھ پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہیں فہم دے اپنے آپ کو اور اس شخص کے درجہ کو جو تمہارے لئے کھڑا کیا گیا ہے پہچانو۔ کسی شخص کی عزت اس شخص کے لحاظ سے نہیں ہوا کرتی۔ آنحضرت ﷺ کی عظمت اس لئے نہیں کہ آپ عرب کے باشندہ تھے اور عبد اللہ کے بیٹے تھے بلکہ اس درجہ کے لحاظ سے ہے جو خدا نے آپ کو دیا تھا‘‘۔

(الفضل 7 جولائی 1917ء)

پس اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت سے وہی فیضیاب ہوں گے جو اس کے مقام اور مرتبہ کو سمجھتے ہوئے مکمل طور پر اس کے سایہ میں آجائیں گے۔ اور خلافت سے وابستہ برکتوں سے وہی حصہ پائیں گے جو اپنے وجود کو تمام تر طاقتوں کے ساتھ خلیفۃ المسیح کے مشن کی تکمیل کیلئے پیش کر دیں گے کیونکہ پھل دار درخت کے پھل اور سایہ سے وہی استفادہ کرتا ہے جو درخت کے نیچے آجاتا ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

اور علماء بھی اور سیاستدان بھی قرآنِ کریم کے اس حکم پر عمل کرنے والے ہوتے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الحجرات: 11) کہ مومن تو بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ لوگ تقویٰ اختیار کرتے تا کہ آپس کے رحم کے جذبات کی وجہ سے رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے رحم سے بھی یہ حصہ لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں مسلمانوں کو رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کا حکم فرمایا ہے تو اس آیت کے آخر پر یہ بھی فرمایا ہے کہ اجرِ عظیم کا وعدہ اُن لوگوں سے ہے، اُن مومنوں سے ہے جو نیک اعمال بجالاتے ہیں۔ قتل و غارت کی یہ کیفیت جو مَیں نے بیان کی یہ اُن ملکوں کی ہے جہاں بغاوت یا نام نہاد جنگ کی کیفیت ہے۔ نام نہاد میں نے اس لئے کہا کہ بعض بڑی طاقتیں، بڑے ممالک کی فوجوں نے بھی زبردستی اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے وہاں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں اور جنگ کا ماحول بنایا ہوا ہے کہ ہم علاقے کے امن کے لئے آئے ہیں۔ حالانکہ اگر مسلمان پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ پر عمل کرتے، اصلاح کی کوشش کرتے اور اگر کسی وجہ سے فتنہ یا جنگ کی کیفیت ہو ہی جاتی تو فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ پر عمل کرتے کہ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو۔ تو غیروں کو آنے کی نہ ضرورت ہوتی، نہ جرأت ہوتی۔

(خطبہ جمعہ یکم مارچ 2013ء)

بشارت احمد شاہد۔ مبلغ سلسلہ و نمائندہ الفضل آن لائن، لٹویا

رشین ممالک میں اسلام احمدیت کا نفوذ

اور ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کا ایک منہ بولتا ثبوت

آج سے تقریباً 133 سال قبل قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی سے جس کے بارہ میں کیا خوب کہا گیا کہ

؎ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

ہاں اُسی گمنام سی بستی سے ایک آواز اٹھی تھی جس کے بارہ میں خدائے قادر وقیوم نے فرمایا کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ یہ آواز کیا تھی۔ایک چھوٹا سا بیج تھا جو خدائی اذن سے بویا گیا اور بڑھتے بڑھتے ایک عالمگیر شجرۂ طیبہ بن گیا اور ہر آن وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جارہا ہے۔ احمدیت کا یہ مقدس شجر آج دنیا کے 215 ملکوں پر سایہ فگن ہے۔ احمدیت ایک روحانی چشمہ کا نام ہے جس کے بارہ میں بانیٔ جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر فرمایا تھا کہ

”ہر قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

دنیا کی بے شمار قوموں کو اِس آسمانی چشمے سے سیراب ہونے کی توفیق اور سعادت نصیب ہوئی اور ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی، ان شاء اللہ۔ مگر آج کے اس مضمون میں اِن خوش نصیب قوموں میں سے خاص طور پر اُن قوموں کا ذکر کرنا مقصود ہے جو رشیا کے علاقے میں آباد ہیں۔

یہ سرزمین روس کی خوش نصیبی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جانے والی بعض عظیم الشّان آسمانی پیشگوئیوں میں اُس کا بھی ذکر ہے اور یہ مژدہ جانفزا سنایا گیا ہے کہ کسی روز یہ سرزمین بھی ”اپنے رب کے نور سے چمک“ اٹھے گی۔

رشیا کے متعلق پیشگوئیاں

22 جنوری 1903ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو بذریعہ رویا یہ اطلاع دی کہ مستقبل میں روسی حکومت کا نظام آپؑ کی جماعت کے ذریعہ بدلا جانا مقدر ہے۔حضورؑ نے اس رویا کی تفصیل بایں الفاظ بیان فرمائی:۔

”دیکھتا ہوں کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں ہے اور ایک عجیب سیاہ رنگ کا ہے جیسے انگریزی کارخانوں میں روغنی چیزیں بہت عمدہ اور نفیس بنا کرتی ہیں اور یہ حصّہ اس کا لوہے کا ہے اور اس سوٹے میں ایک یا دو نالی بندوق کی بھی ہیں لیکن اس ترکیب سے بنی ہوئی ہیں کہ سونٹے میں مخفی ہیں اور جب چاہو تو اس سے کام بھی لے سکتے ہیں“

(اخبار البدر 6 فروری 1903ء صفحہ 23 بحوالہ ”روس میں اِنقلابات“ صفحہ 39)

”پھر دیکھا کہ خوارزم بادشاہ جو بوعلی سینا کے وقت میں تھا اُس کی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے۔ بوعلی سینا بھی پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے میں نے ایک شیر کو بھی شکار کیا“

(اخبار الحکم 31 جنوری 1903ء صفحہ 15 کالم 3 بحوالہ روس میں انقلابات صفحہ 39)

کیمونسٹ نظام کے زوال کی پیشگوئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1974ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے افتتاحی خطاب میں فرمایا:۔

”پہلے نمبر پر کیپٹل ازم (CAPITALISIM) تھا جو پیچھے رہ گیا ہے۔ دوسرے نمبر پر کیمونزم آ گیا ہے۔ یہ بھی پیچھے چلا جائے گا۔صدیوں کی بات نہیں، درجنوں سالوں کی بات ہے کہ اشتراکی نظام بھی پیچھے چلا جائے گا۔ پھر دوسری طاقتیں آجائیں گی۔ ایک وقت میں وہ بھی پیچھے چلی جائیں گی۔ پھر خدا اور اس کا نام لینے والی جماعت حضرت محمد مصطفی ﷺ کی طرف منسوب ہونے والی جماعت اور اسلام کا جھنڈا دنیا کے گھر گھر میں گاڑنے والی جماعت آگے آئے گی اور پھر اس دنیا میں اخروی جنّت سے ملتی جلتی جنّت پیدا ہوگی اور ہر انسان کی خوشی کے سامان پیدا کئے جائیں گے۔“

(روس میں انقلابات صفحہ 60)

1945ء میں جب روسی کیمونزم (یاجوج ماجوج) دنیا پر قبضہ کرتا چلا جارہا تھا۔ لاہور میں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے اپنے لیکچر میں اس کے عروج وزوال کی واضح پیشگوئی یوں فرمائی تھی:۔

”چوبیس سال پہلے کی بات ہے (1921ء میں) مَیں نے رویا میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا میدان ہے جس میں مَیں کھڑا ہوں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان بلا جو ایک بڑے اژدھا کی شکل میں ہے دُور سے چلی آرہی ہے۔ وہ اژدھا دس بیس گز لمبا ہے اور ایسا موٹا ہے جیسے کوئی بڑا درخت ہو۔ وہ اژدھا بڑھتا چلا آتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ دنیا کے ایک کنارے سے چلا ہے اور درمیان میں جس قدر چیزیں تھیں ان سب کو کھاتا چلا آرہا ہے۔ یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے وہ اژدھا اس جگہ پر پہنچ گیا جہاں ہم ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ باقی لوگوں کو کھاتے کھاتے وہ ایک احمدی کے پیچھے بھی دوڑا۔ وہ احمدی آگے آگے ہے اور اژدھا پیچھے پیچھے۔ میں نے جب دیکھا کہ اژدھا ایک احمدی کو کھانے کے لئے دوڑ پڑا ہے تو میں ہاتھ میں سونٹا لے کر اس کے پیچھے بھاگا۔لیکن خواب میں مَیں محسوس کرتا ہوں کہ میں اتنی تیزی سے بھاگ نہیں سکتا جتنی تیزی سے سانپ دوڑتا ہے۔ چنانچہ میں اگر ایک قدم چلتا ہوں تو سانپ دس قدم کے فاصلہ پر پہنچ جاتا ہے۔ بہرحال میں دوڑتا چلا گیا۔

یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ وہ احمدی ایک درخت کے قریب پہنچا اور تیزی سے اُس پر چڑھ گیا۔ اُس نے خیال کیا کہ اگر میں درخت پر چڑھ گیا تو میں اژدہا کے حملہ سے بچ جاؤں گا مگر ابھی وہ درخت کے نصف میں ہی تھا کہ اژدہا اُس کے پاس پہنچ گیا اور سر اُٹھا کر اُس کو نگل گیا۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹا اور اس عرصہ میں کہ میں اُس احمدی کو بچانے کے لئے کیوں وہاں اُس کے پیچھے دوڑا تھا اُس نے مجھ پر حملہ کیا مگر جب وہ مجھ پر حملہ کرتا ہے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے قریب ہی ایک چارپائی پڑی ہے مگر وہ بنی ہوئی نہیں صرف پٹیاں وغیرہ ہیں۔جس وقت اژدہا میرے پاس پہنچا میں کود کر اُس چارپائی کی پٹیوں پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہوگیا اور میں نے اپنا ایک پاؤں اُس کی ایک پٹی پر اور دوسرا پاؤں اُس کی دوسری پٹی پر رکھ لیا۔ جب اژدہا چارپائی کے قریب پہنچا تو کچھ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ آپ اس کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں لایدان لِاَحد لقتالھما۔ اس وقت مجھے محسوس ہوتا ہے کہ سانپ کا حملہ

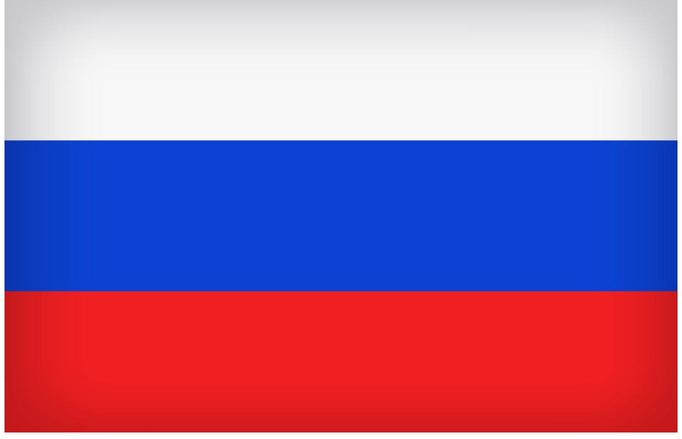

دراصل یاجوج ماجوج کا حملہ ہے کیونکہ یہ حدیث اُن کے بارہ میں ہے۔ میں اُس وقت یہ خیال بھی کرتا ہوں کہ یہ دجال بھی ہے۔ اتنے میں اژدہا میری چارپائی کے قریب پہنچ گیا۔ اور میں نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا دیئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی شروع کر دی۔

... کہ رسول کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ لایدان لِاَحد لقتالھما کسی کے پاس کوئی ایسا ہاتھ نہیں ہوگا جس سے وہ اُن کا مقابلہ کر سکے۔ مگر میں نے اپنا ہاتھ مقابلہ کے لئے اُس کی طرف نہیں بڑھائے بلکہ اپنے دونوں ہاتھ خدا کی طرف اٹھا دیئے اور خدا کی طرف ہاتھ اٹھا کر فتح پانے کے امکان کو رسول کریم ﷺ نے ردّ نہیں فرمایا۔

غرض میں نے دعا کرنی شروع کر دی کہ اے خدا مجھ میں تو طاقت نہیں کہ میں فتنہ کا مقابلہ کر سکوں لیکن تجھ میں بہت قدرت اور طاقت ہے میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو اِس فتنہ کو دُور فرما دے۔ جب میں نے دعا کی تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے اُس اژدہا کی حالت میں تغیّر پیدا ہونے لگا جیسے پہاڑی کیڑے پر نمک گرانے سے ہوتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اُس اژدہا کے جوش میں کمی آنی شروع ہوگئی اور آہستہ آہستہ اُس کی تیزی بالکل ختم ہوگئی۔

چنانچہ پہلے تو میری چارپائی کے نیچے گھسا پھر اُس کے جوش میں کمی آنی شروع ہوگئی پھر وہ خاموشی سے لیٹ گیا اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ ایک ایسی چیز بن گیا جیسے جیلی ہوتی ہے اور بالآخر وہ اژدہا پانی ہوکر بہہ گیا اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو دعا کا کیا اثر ہوا۔ بے شک میرے اندر طاقت نہیں تھی کہ میں اس کا مقابلہ کر سکتا مگر میرے خدا میں تو طاقت تھی کہ وہ اس خطرہ کو دور کر دیتا۔

(اسلام کا اقتصادی نظام صفحہ 146-148 بحوالہ ”روس میں اِنقلابات“ صفحہ 60-64)

رشیا میں جماعت کا تعارف

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی روس میں پیغام احمدیت پہنچ چکا تھا۔ آپؑ نے اپنی عربی اور فارسی کی مطبوعات عرب بلاد شام اور کابل کے علاوہ روس بخارا میں بجھوائیں۔

(کشف الغطاء، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 189)

ان کتب سے استفادہ کرنے والے احباب میں سب سے پہلے خوش نصیب احمدی حاجی احمد صاحب تھے جن کا اسم گرامی حضرت اقدسؑ نے اپنے خصوصی احباب میں نمبر 75 پر یوں درج فرمایا:۔

”میں پہلے اس سے بھی آئینہ کمالات اسلام (مطبوعہ 1892ء) میں تین سو تیرہ نام درج کر چکا ہوں اور اب دوبارہ اتمام حجّت کے لئے تین سو تیرہ نام درج کرتا ہوں تا کہ ہر یک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشگوئی (اصحاب مہدی کے نام ایک کتاب میں ہونگے) بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی اور بموجب منشاء حدیث کے یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق وصفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو رضا کی راہوں میں ثابت قدم رکھے اور

وہ یہ ہیں۔"

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم)

روس میں احمدیت کا یہ ابتدائی بیج پھلتا پھولتا رہا اور گا ہے بگا ہے اس کی خبریں ملتی رہیں۔ مثلاً

17مئی 1929ء کے الفضل میں نومبائعین 1928ء کی لسٹ میں مزید دونام روسی دوستوں کے موجود ہیں۔

نمبر شمار 974...حاجی مرزا شادمان بیگ صاحب بخارا۔

نمبر شمار 975...حاجی پیر جان صاحب خوارزم

(اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 17مئی 1929ء صفحہ 10)

رشیا کے لئے مبلغین سلسلہ کی روانگی

مولانا ظہور حسین صاحب بخارا اور مکرم محمد امین صاحب مجاہد بخارا کو 1924ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے روس بھجوانے کے لئے منتخب فرمایا اور آپ دونوں مجاہد 14جولائی 1924ء بروز ہفتہ قادیان سے بخارا (روس) کے لئے عازم سفر ہوئے۔ اس سفر میں حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی مکرم شہزادہ عبدالمجید صاحبؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے جنہوں نے ایران جانا تھا۔ مکرم شہزادہ صاحب تو تہران رُک گئے مگر آپ آگے روس کے لئے روانہ ہوگئے۔ آپ کو گرفتار کرلیا گیا اور شدید قسم کی اذیتیں دی گئیں اور جاسوسی کا شبہ ظاہر کیا گیا جس وجہ سے زیادہ عرصہ پابند سلاسل رہے۔ آخر کار آپ کو تمام الزامات سے بری کرکے رہا کردیا گیا اور آپ 1926ء میں واپس قادیان پہنچ گئے۔

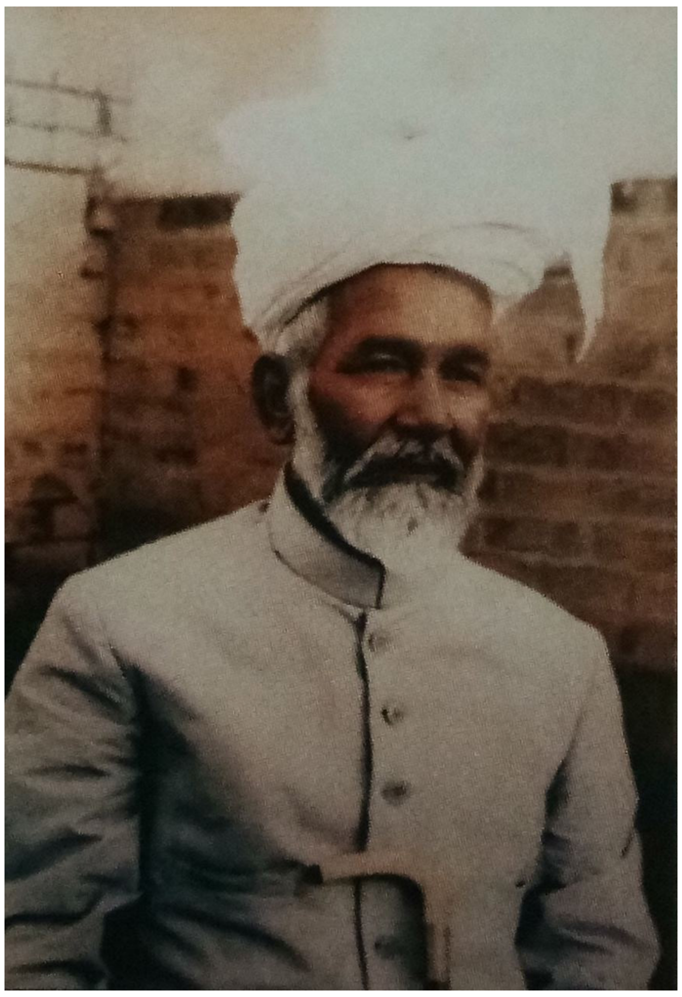

مولانا ظہور حسین بخاراؒ

جیل میں تبلیغ اور پہلا روسی احمدی

آپ نے دوران قید تاشقند کی ایک جیل میں ہی تبلیغ احمدیت کا کام جاری رکھا۔ تاشقند کے رہنے والے ایک ذی وجاہت قیدی عبداللہ خان نے احمدیت قبول کی، اُس کے ساتھ قیدیوں کی ایک بڑی تعداد بھی احمدی ہوگئی۔

(نوٹ: مولانا ظہورحسین مجاہد بخارا کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے مکرم کریم ظفر ملک صاحب کی کتاب "مجاہد روس و بخارا" اور مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب مرحوم کی کتاب "روس میں انقلابات" کا مطالعہ مفید ہوسکتا ہے)

رشیا میں احمدیت کے نفوذ کا دوسرا دور

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپؑ کے مقدس خلفائے کرام کی اوپر ذکر کی گئی بعض پیشگوئیوں میں یہ واضح اشارے مل رہے تھے کہ کمیونسٹ نظام کا روس سے خاتمہ ہونے جارہا ہے اور اس نظام کے خاتمہ کے نتیجہ میں اُس آسمانی اور روحانی نظام کا رشیا کے ممالک میں نفوذ ہوگا جو دائمی اور ابدی ہے اور وہ سیّد المرسلین ﷺ کے غلام صادق اور روحانی فرزند جلیل مسیح دوراں اور اُن مقدس جماعت کے ذریعہ قائم ہوگا۔

10 نومبر 1889ء میں دیوار برلن گرائی گئی۔ 19 اگست 1991ء کو روس کی تاریخ کا پہلا فوجی انقلاب برپا ہوا۔ اسی دوران مشرقی یورپ سے کمیونسٹ نظام کے خاتمہ کی تحریکیں کامیاب ہوئیں۔ 21 دسمبر 1991ء کو روس کی سولہ ریاستوں میں سے گیارہ نے ایک دولت مشترکہ بنانے کے معاہدے پر دستخط کئے جس کے بعد یوایس ایس آر کا وجود ختم ہوگیا۔

بساط دنیا الٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشے
جہان نو کے ابھر رہے ہیں بدل رہا ہے نظام کہنا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ سالانہ کینیڈا کے موقع پر 6 جولائی 1991ء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"روس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی یہ پیشگوئی تھی کہ خدا نے روس کا عصا میرے ہاتھ میں تھمایا ہے اور پھر یہ پیشگوئی تھی کہ میں اپنے متبعین کو ریت کے ذروں کی طرح روس میں دیکھتا ہوں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ وقت ہے اور یہ دور ہے جس میں واقعۃً بڑی تیزی کے ساتھ ہم روس میں ان شاء اللہ تعالیٰ دین پھیلانے لگیں گے۔"

"جب سے روس کا Collapse ہوا۔ روس اچانک یوں بیٹھ گیا جیسے اُس میں کبھی جان ہی نہیں تھی۔ اس کے کچھ بدنتائج دنیا کے سامنے ظاہر ہورہے ہیں اور کچھ ظاہر ہونگے۔ ابھی تو سردست دنیا یہی سمجھ رہی ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی بہت بڑی فتح ہے یا Capitalism کی فتح ہے مگر یہ سب بے وقوفی کی باتیں ہیں۔ یہ نظام بھی ناکام ہوچکا ہے جس میں ہم اس وقت موجود ہیں اور وہ نظام بھی ناکام ہوچکا ہے اور ان دونوں نظاموں کے ٹوٹنے کے نتیجہ میں ایک ٹوٹ کر ظاہر ہوگیا اور ایک ٹوٹنے والا ہے۔ ان کے نتیجہ میں جو انتشار پیدا ہوگا اُس کو سنبھالنے کی تمام تر ذمہ داری جماعت احمدیہ کی ہے۔

ہمارے اوپر آئندہ نسلوں کی ذمہ داری بھی ہے اور خصوصیت کے ساتھ یہ نسل جو اب ہمارے سامنے بڑھ کر جوان ہونے والی ہے اس کی ہم پر بہت ہی زیادہ ذمہ داری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ احمدیت اب ترقی کے ایک نئے دور میں داخل ہورہی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو خدا نے جو خوشخبری دی کہ اب نیک طبعوں کا اس طرف رجحان ہے اور اُن پر فرشتے نازل ہورہے ہیں۔ ہم ایک ایسے دور میں داخل ہورہے ہیں جہاں ہم ان فرشتوں کا نزول اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ اس کثرت کے ساتھ جماعت میں دنیا کی دلچسپی بڑھ رہی ہے اور اس تیزی سے مطالبے آرہے ہیں کہ اگر ہمارے موجودہ وسائل اسی طرح رہے تو ناممکن ہے کہ ہم دنیا کی ضرورتیں پوری کرسکیں۔

ایک سابقہ USSR کا میدان ہی اتنا وسیع ہے اور وہاں کی ضروریات اتنی زیادہ ہیں کہ اگر جماعت اپنے موجودہ تمام وسائل کو بھی سابقہ USSR کے لئے وقف کردے تب بھی وہ ضرورتیں پوری نہیں ہوسکتیں"۔

(روس میں انقلابات صفحہ 90-92)

ایک اور موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حضرت مسیح موعودؑ کو عطا ہونے والی اس آسمانی خبر "میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں" (تذکرہ صفحہ 691 ایڈیشن ہفتم) کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو روس میں ریت کے ذروں کی مانند دیکھتا ہوں پس اگر روس کی کامل تباہی مراد ہوتی تو ریت کے ذرّوں کا ذکر نہ ہوتا۔ مراد یہ ہے کہ نظام ٹوٹے گا روسی قوم سلامت رہے گی اور اسے یہ توفیق ملے گی کہ وہ احمدیت کے نور سے منور ہو اور نئی زندگی حاصل کرے۔ پس روس کو نئی زندگی دینے والے ہم ہی ہوں گے"۔

(الفضل 22اگست 1990ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 15جون 1990ء روس میں دعوت الی اللہ اور وقف عارضی کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اس بات پر میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں کہ دو تحریکات تھیں جن کو میں خاص طور پر آپ کے سامنے رکھنی چاہتا تھا۔ ایک یہ کہ روس کے لئے واقفین زندگی کی ضرورت ہے جو امین خاں صاحب مرحوم کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ اگرچہ اب وہ سختیاں نہیں رہیں، وہ تکلیفیں نہیں رہیں، لیکن جس حد تک بھی اُن کی قربانی کا اعادہ کیا جاسکتا ہے۔ اپنے خرچ پر جاکر محنت اور محبت اور جستجو کے ساتھ جماعتوں کا کھوج لگانا اور اُن سے رابطہ کرنا اور نظام جماعت کو ازسرنو زندہ کرنا یہ اُن کا کام ہوگا اور اس کے علاوہ تبلیغ کے نئے رستے تلاش کریں اور لٹریچر کی تقسیم کے سلسلہ میں رابطے قائم کریں اور اپنی رپورٹوں میں ہمیں مطلع کریں کہ کس طرح فلاں فلاں قوم میں کن کن لوگوں میں لٹریچر کی ترسیل ضروری ہے اور نشاندہی کریں کہ کس قسم کا لٹریچر چاہئے اور دوسرا یہ کہ جو روسی دنیا میں پھیلے پڑے ہیں اور جو مشرقی یورپ کے باشندے باہر کی دنیا میں ملتے ہیں اُن سب سے رابطے بڑھائیں اور جماعتیں اس بات کی نگران ہوں کہ سب احمدیوں کی بروقت صحیح راہنمائی ہورہی ہے اور ان کی حوصلہ افزائی ہورہی ہے اور ان کو علم ہے کہ کس کس زبان میں ہمارے پاس کیا کیا لٹریچر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ وقت کے ان تیزی سے بڑھتے ہوئے تقاضوں کو ان توقعات سے بڑھ کر پورا کریں جو ہماری جماعت سے کی جاتی ہیں۔ آمین

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15جون 1990ء، خطبات طاہر جلد 9 صفحہ 344-345)

اسی خطبہ جمعہ میں آپؒ نے یہ بھی فرمایا:۔

"ضرورت اس بات کی ہے کہ کچھ احمدی مخلصین اپنے آپ کو پیش کریں تاکہ ازسرنو ان علاقوں سے رابطے کریں اور اب تو قرآن کریم کے تراجم کا تحفہ اُن کے پاس ہوگا اور اس سے بڑا اور اس سے عظیم تر تحفہ اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں کی خدمت میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15جون 1990ء، خطبات طاہر جلد 9صفحہ 341)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 26 اکتوبر 1990ء میں روس میں تبلیغ اسلام احمدیت کے لئے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"... اکثریت اُن میں سے نماز نہیں جانتی، قرآن نہیں جانتی۔ محبت اسلام کی اُٹھ رہی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور اُسی محبت سے ہم نے

فائدہ اُٹھانا ہے... اسی طرح دوسرے مذہبی اور قومی اختلاف جو مسلمانوں کی باہر کی دنیا میں موجود ہیں وہ اپنا اپنا رنگ دکھائیں گے اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے اور مسلمانوں کے روس کے اندر واقع زیادہ سے زیادہ حصّے پر اپنا اثر جمانے کی کوشش کریں گے۔ یہ ایک نیا معرکہ کھل رہا ہے اور اگر جماعت احمدیہ نے جلدی نہ کی اور حقیقی اسلام سے ان قوموں کو متعارف نہ کروایا۔ اگر اُس عالمگیر اسلام سے ان قوموں کو متعارف نہ کروایا جس کا نسل پرستی سے کوئی تعلق نہیں ہے، جس کا اُس قومی نظریہ سے کوئی تعلق نہیں ہے جو دنیا میں قوموں کے تعلق میں پایا جاتا ہے بلکہ اسلام کا ایک ایسا عالمگیر تصور ہے جو قومی اور نسلی تصورات کی نفی پر قائم ہوتا ہے اور اُن کی موجودگی سے شدید نقصان اُٹھاتا ہے...''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26اکتوبر 1990ء، خطبات طاہر جلد 9صفحہ 635-636)

روسی زبان میں جماعتی لٹریچر کی طباعت

کسی بھی قوم یا علاقے میں اشاعت اسلام کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ اُس قوم یا علاقے کی زبان میں ضروری لٹریچر موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خلافت رابعہؒ کے دور میں روسی زبان میں جماعتی لٹریچر تیار ہونا شروع ہوگیا تھا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 15جون 1990ء میں فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہم سے پہلے ہی تراجم کروارہی تھی اور جب کوئی پوچھتا تھا کہ کس طرح ان کو وہاں پہنچاؤ گے اور ہم رابطے کرتے تھے تو روس کے علاقے میں ان کتب اور رسائل کو پہنچانے کی کوئی سبیل دکھائی نہیں دیتی تھی لیکن اب اللہ تعالیٰ نے رستے کھول دیئے ہیں اور بھی بہت سی عظیم الشان تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ جو خالصۃً اللہ کے فضل کے نتیجے میں ہیں اور کسی انسان کی چالاکی یا منصوبے یا ہوشیاری یا محنت کے نتیجے میں نہیں ہیں''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15جون 1990ء، خطبات طاہر جلد 9صفحہ 341)

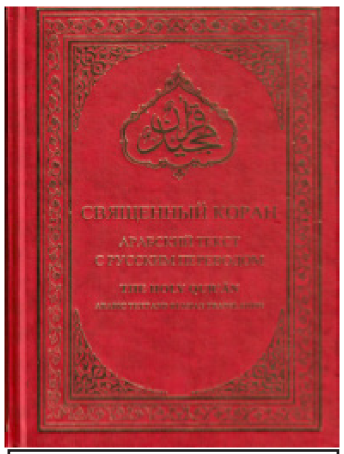

(رشین ترجمہ قرآن کا عکس)

ان دنوں جماعت کو رشین زبان میں ترجمہ قرآن شائع کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ یاد رہے کہ روسی زبان میں ترجمہ قرآن مجید کے جملہ اخراجات چوہدری شاہ نواز صاحب مرحوم آف لاہور کو برداشت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ترجمہ قرآن کے علاوہ ''دیباچہ تفسیر القرآن''، ''مذہب کے نام پر خون''، ''دعوت الامیر''، ''مسیح ہندوستان''، ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' وغیرہ اہم کتب روسی زبان میں تیار ہوگئیں۔ رشیا کے علاقوں میں اسلام احمدیت کی اشاعت اور اس کے نفوذ میں ان کتب نے بنیادی کردار ادا کیا اور ابتدائی بیعت کرنے والے خوش نصیب انہی کتب کے مطالعہ کی بدولت غلامان مسیح الزّمان کی صف میں آداخل ہوئے۔ روسی زبان میں ترجمہ کئے جانے والے اس ابتدائی لٹریچر کی تیاری میں تاتارستان سے تعلق رکھنے والے پانچ زبانوں کے ماہر ایک رشین احمدی مسلمان شاعر، ادیب، مصنف اور ترجمان مکرم راویل بخارایف صاحب (مرحوم) کا بہت بڑا اور ناقابل فراموش حصّہ ہے۔ 24 جنوری 2012ء کو یہ اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ حضرت امیرالمؤمنین ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 27 جنوری 2012ء میں ان کا بھرپور ذکر خیر فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی روسی ممالک کے لئے تحریک وقف عارضی کے نتیجہ میں کئی ایک خوش نصیب بھائیوں کو رشین ممالک میں جاکر اسلام احمدیت کی اشاعت کی توفیق ملی۔ ایک احمدی بزنس مین مکرم نعیم اللہ خان صاحب (مرحوم) کو پہلے ازبکستان اور پھر قرغیزستان جاکر جماعت کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسی طرح مکرم چوہدری مقصود الرحمان صاحب حال فرانس کو قزاقستان جاکر اسلام احمدیت کی تبلیغ واشاعت میں اپنا حصّہ ڈالنے کی توفیق ملی۔ مکرم کرنل ریٹائرڈ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب (مرحوم) کو ازبکستان میں وقف عارضی کرنے کی سعادت نصیب ہوئی جن کا ذکر خیر حضرت امیرالمؤمنین ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 14 جنوری 2022ء میں فرمایا تھا۔

مبلغین سلسلہ کی رشین ممالک میں آمد

رشین ممالک میں اسلام احمدیت کی اشاعت کے لئے ایک بڑے لمبے وقفہ کے بعد خلافت رابعہؒ میں کچھ مبلغین سلسلہ بھجوائے گئے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ان ممالک میں جماعتوں کے قیام کی سعادت وتوفیق بخشی۔ یو ایس ایس آر کا شیرازہ بکھرنے کے بعد رشین ممالک میں جانے والے ابتدائی مبلغین مکرم اخلاق احمد انجم صاحب (انگلستان) اور مکرم میرزا نصیر احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ (یوکے) تھے۔ پھر ان کے بعد مبلغین کے ایک اور گروپ کو رشیا پہنچنے اور وہاں خدمت سلسلہ کی توفیق ملی۔ اس گروپ میں مکرم رانا خالد احمد صاحب انچارج مرکزی رشین ڈیسک (یوکے)، مکرم حافظ سعید الرحمان صاحب مربی سلسلہ مرکزی رشین ڈیسک (یوکے)، مکرم سیّد حسن طاہر بخاری صاحب مربی سلسلہ وانچارج رشین ڈیسک (جرمنی)، مکرم مشہود احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ (جرمنی) شامل تھے۔

رشیا کے مختلف ممالک میں جماعتوں کے قیام کے بعد مزید مبلغین سلسلہ رشیا بھجوائے گئے اور انہوں نے وہاں کی مختلف درسگاہوں میں تعلیم حاصل کی، وہاں بولی جانے والی مختلف زبانوں میں مہارت حاصل کی اور اپنی اپنی توفیق کے مطابق خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ رشیا کے مختلف ممالک میں مبلغین کی آمد اور وہاں کی مختلف زبانوں میں مہارت حاصل کرنے کا سلسلہ اب بھی جاری و ساری ہے اور اس کے بڑے ہی خوش کن نتائج حاصل ہو رہے ہیں۔

(رشین وفد جلسہ سالانہ قادیان 2013ء میں جلسہ سنتے ہوئے)

خلافت خامسہ اور رشین ممالک میں جماعت کا نفوذ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خلافت خامسہ کے دور میں رشین ممالک میں اشاعت اسلام احمدیت کے کام میں بہت وسعتیں پیدا ہوچکی ہیں اور بڑی برق رفتاری سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے۔

ہر سال کئی نیک فطرتوں اور سعادتمندوں کو مسیح محمدی کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں بنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ نظام جماعت مضبوطی سے قائم ہوچکا ہے۔ احباب جماعت نیک وتقویٰ میں ترقی کر رہے ہیں۔ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں۔ بڑے ذوق وشوق سے جلسہ سالانہ انگلستان، جلسہ سالانہ جرمنی اور جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہو رہے ہیں۔ حضرت امیرالمؤمنین ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعائیہ خطوط لکھتے ہیں اور اُن خطوط میں بڑے اخلاص ووفا کے ساتھ جماعت سے، خلافت سے اور حضرت امیرالمؤمنین ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شدید محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مرکزی رشین ڈیسک (یوکے) کے زیر نگرانی باقاعدہ خطبہ جمعہ رشین ترجمہ کے ساتھ نشر ہوتا ہے۔ رشین ویب سائٹ کا آغاز ہوچکا ہے جو دن رات اشاعت دین کا کام کر رہی ہے۔

(جلسہ سالانہ قادیان 2013ء میں رشین وفد)

اسی طرح رشین زبان میں لٹریچر کی تیاری کے سلسلہ میں ایک بہت بڑی ٹیم مرکزی رشین ڈیسک (یوکے) کے ماتحت خدمت سرانجام دے رہی ہے۔ رشین زبان جاننے والے احباب جماعت کی تعلیم وتربیت کے لئے رشین زبان کے بہت سے ہفتہ وار پروگرام جاری ہیں جن میں احباب بڑے ذوق وشوق سے حصّہ لیتے ہیں۔

مرکزی رشین ڈیسک (یوکے) کے زیر نگرانی قرغیز اور ازبک زبان میں لٹریچر کی تیاری واشاعت کا کام ہو رہا ہے۔ دونوں زبانوں میں جماعت کی ویب سائٹس کا اجراء کردیا گیا ہے جو صبح وشام تبلیغ اور احباب جماعت کی تعلیم وتربیت کا کام سرانجام دے رہی ہیں۔

ان دونوں زبانوں میں دوسری جماعتی کتب کے علاوہ تراجم قرآن بھی شائع ہوچکے ہیں اور بہت سے لوگوں کی ہدایت کا موجب بنے ہیں اور بن رہے ہیں۔

ابھی حال ہی میں حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی شفقت اور دعاؤں کے ساتھ ازبک قوم میں اسلام احمدیت کی اشاعت کے لئے یوٹیوب چینل کا اجراء کیا گیا ہے جس کا نام حضور پُرنور نے ''Hidoyat Yo'li'' یعنی ''راہ ہدیٰ'' منظور فرمایا ہے۔ اس یوٹیوب چینل کا لنک اس طرح ہے:۔

HIDOYAT YO'LI-YouTube

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشین ممالک کے احمدیوں میں تبلیغ احمدیت کا ایک جذبہ پایا جاتا ہے۔ اس وقت رشین ممالک کے چند طلباء انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ غانا میں زیرتعلیم ہیں جبکہ ازبک احمدی مکرم غیاث بیگ صاحب اور رشین نومسلم مکرم جری اللہ صاحب جامعہ احمدیہ غانا سے ''شاہد'' کی ڈگری لے کر میدان عمل میں جاچکے ہیں۔ الحمد للہ۔

اس وقت بعض رشین ممالک میں ہمارے مقامی بقیہ صفحہ 15 پر

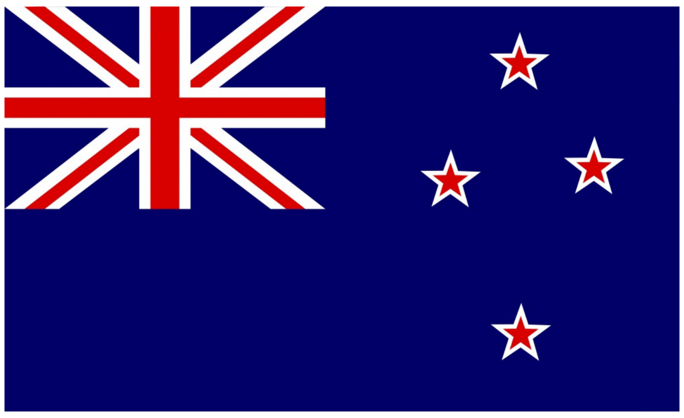

ڈاکٹر محمد اسلم ناصر۔ نیوزی لینڈ

سفر نیوزی لینڈ حصولِ تعلیم اور تبلیغی مساعی کے آئینہ میں

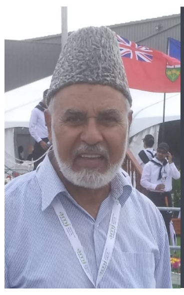

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو جب خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی اصلاح کا کام سونپا تو اس سلسلہ میں قدرتی طور پر ہونے والی شدید گھبراہٹ کے فرو کرنے اور اس الٰہی کام کی تکمیل کے لئے آپ کو الہام ہوا، ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہوئے ایسے انتظامات فرمائے کہ آج احمدیت یعنی حقیقی اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ زیرنظرسطور میں قارئین خاکسار کے قیام نیوزی لینڈ کو حصول تعلیم اور تبلیغِ احمدیت کی مساعی کے آئینہ میں مشاہدہ کریں گے۔

نیوزی لینڈ کا تعارف

نیوزی لینڈ قدرتی حسن سے مالا مال خوبصورت ترین ممالک میں سے ایک ہے۔ نیوزی لینڈ کا ملک دنیا کا ایک کنارہ شمار کیا جاتا ہے۔ یہاں سے dateline گزرتی ہے اور دن کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔ یہ ملک جنوب مغربی بحرالکاہل میں دو بڑے اور چند چھوٹے جزائر پر مشتمل ہے۔ موسم کے اعتبار سے رہنے کے لئے ملکوں میں یہ سرفہرست ہے۔ یہاں نہ زیادہ سردی ہے نہ زیادہ گرمی ہے۔ سردیوں میں پہاڑوں کے اوپر برف باری ہوتی ہے۔ گھاس سارا سال سبز رہتا ہے۔ یہاں ایک پودا ہوتا ہے جسے manuka کہتے ہیں اس پر سفید اور گلابی پھول لگتے ہیں جو بہت خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ شہد کی مکھیاں ان پھولوں سے جو شہد تیار کرتی ہیں اسے manuka honey کہتے ہیں۔ جو کہ طبی لحاظ سے بہت ہی کارآمد اور فوائد کا حامل ہے۔ تفریح کے لئے سیر گاہیں بھی بہت ہیں۔

کھیلوں کے میدان میں بھی نیوزی لینڈ اپنا ایک مقام رکھتا ہے۔ کرکٹ، ہاکی، رگبی اور فٹ بال کے میدان میں بھی نمایاں ہے۔ آبادی پانچ ملین کے لگ بھگ ہے اور سب اقوام کا امتزاج لئے ہوئے ہے۔ اکثریت بڑی پرامن اور پیار محبت سے رہنے والی ہے۔ یہاں کے مقامی لوگ جنہیں Maori کہا جاتا ہے بہت اچھے اور باکردار ہیں۔ مہمان نوازی کا وصف ان میں بہت نمایاں ہے۔

چندسال قبل OIC نے ایک سروے کروایا تھا کہ دنیا میں اسلام اپنی تعلیم کے مطابق کس حد تک رائج ہے تو نیوزی لینڈ پہلے نمبر پر تھا۔

حصولِ تعلیم کے حالات

خاکسار ایم ایس سی (M.Sc.) میں یونیورسٹی میں پوزیشن ہولڈر تھا اس وجہ سے حکومتی انتظام کے تحت پی۔ایچ۔ڈی کرنے کا حقدار تھا تاہم احمدی ہونے کی وجہ سے میری فائل حکومتی عدم توجہ کا باعث بنی اور ادھر ادھر گردشوں کا شکار رہی چنانچہ حکومتی سطح پر ایسا کوئی انتظام ممکن نہ ہوسکا۔ میں نے اس امر کی اطلاع جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو کی تو حضورؒ نے مجھے ربوہ بلوایا اور فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں، میں لندن جا رہا ہوں آپ اپنے کاغذات مجھے بھجوا دیں۔ چنانچہ اسلام آباد واپس آنے پر میں نے اپنے کاغذات حضورؒ کی خدمت میں بھجوائے مگر بروقت حضورؒ کی خدمت میں نہ پہنچنے کے باعث 1978ء میں پی۔ایچ۔ڈی میں داخلہ کا کوئی انتظام نہ ہوسکا۔

جب حضورؒ سفر یورپ سے واپس آئے تو میں نے حضورؒ کی خدمت میں درخواست کی کہ یہاں مزید انتظار کرنے کی بجائے اگر حضورؒ اجازت مرحمت فرمائیں تو مجھے افریقہ بھجوا دیں۔ وہاں کچھ ٹریننگ بھی ہو جائے گی اور انگریزی زبان پر بھی کچھ عبور حاصل ہو جائے گا نیز تحقیق کے لئے بھی کوشاں رہوں گا۔ چنانچہ حضورؒ نے میری درخواست کو از راہ شفقت قبول فرمایا اور مجلس نصرت جہاں کے تحت مجھے بطور استاد گھانا بھجوانے کی منظوری مرحمت فرمائی۔

خاکسار یکم فروری 1979ء کو گھانا پہنچ گیا۔ میری کوشش تھی کہ جنوری 1982ء کے بعد مزید تعلیم کے حصول کے لیے کہیں چلا جاؤں اس اعتبار سے آسٹریلیا، نیوزی لینڈ کو مدنظر رکھتے ہوئے (چونکہ یہ ممالک southern hemisphere (جنوبی نصف کرہ) میں ہیں اور یہاں تعلیمی سال کا آغاز جنوری، فروری میں ہوتا ہے) دعاؤں میں مشغول رہا اور ساتھ ساتھ مختلف یونیورسٹیز کو خطوط بھی ارسال کرتا رہا۔ نتیجۃً نیوزی لینڈ کی ایک یونیورسٹی (Otago University Dunedin) میں میرے داخلے اور اسکالرشپ کا انتظام ہوگیا۔

فروری 1982ء میں گھانا سے واپس پاکستان آیا۔ مارچ 1982ء میں میری شادی ہوئی اور اس کے بعد حضورؒ کی خدمت میں ملاقات کے لئے گیا تو حضور انورؒ نے دریافت فرمایا کہ کتنی رقم لے کر جا رہے ہو ساتھ؟ عرض کیا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ حضورؒ نے دریافت فرمایا کہ ریزرو بینک سے نہیں لئے؟ تو میں نے عرض کیا کہ میرے پاس اتنے روپے نہیں تھے کہ ریزرو بینک سے لے لیتا۔ ریزرو بینک 30ء ڈالر دیتا تھا لیکن ان کے حصول کے لئے بھی 300 روپوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس وقت میرے پاس اتنی بھی رقم نہ تھی کہ 300 روپے ادا کرکے 30 ڈالر لے لیتا۔ چنانچہ اس وقت حضورؒ نے مجھے اپنی طرف سے 400 ڈالر عنایت فرمائے۔ وہ چونکہ پاسپورٹ میں درج نہیں تھے اس لئے کراچی ائیر پورٹ پر انہوں نے رکھ لئے کہ یہ تو آپ غیر قانونی طور پر لے جا رہے ہیں۔ خیر کافی تگ و دو کے بعد انہوں نے مجھے ایک نوٹ سو ڈالر کا واپس کر دیا۔ فی الواقعہ میں ایک نوٹ 100 ڈالر کا لے کر مارچ 1982ء کے آخر پر Otago university Dunedin نیوزی لینڈ پہنچا تھا۔

وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ میری سیٹ تو میرے نہ پہنچنے کی وجہ سے کسی اور کو دی جا چکی تھی۔ خاصی مالی تنگی کا سامنا ہوا۔ ان سے نبرد آزما ہونے کے لئے مجھے تین ماہ کے روزے رکھنے کا موقع بھی میسر آیا۔ سحرو افطار ان ایام میں صرف بریڈ اور پانی پر مشتمل تھا۔ چند ماہ کے بعد مجھے یونیورسٹی میں ٹیوٹرنگ کا کام دے دیا گیا۔ اس کے ساتھ مجھے ایک ہسپتال میں صفائی کا کام بھی مل گیا جو کہ شام 6 سے 9 بجے تک کرنا ہوتا تھا۔ ایسا کرنے سے میری مالی حالت بہتر ہوگئی۔

مقالہ کی تکمیل میں غیر معمولی نصرت الٰہی

وقت گزرتا گیا تعلیمی تحقیقی کام بھی ساتھ ساتھ جاری رہا۔ کثرت سے دعائیں کرنے کا موقع میسر آتا رہا، خدا تعالیٰ نے مجھے خوابوں میں کئی نئے علمی نکات کے بارہ میں بتایا اور جب میں نے وہ کمپیوٹر پر آزمائے تو وہ بہت کارگر ثابت ہوئے۔ اس طرح میری پی۔ایچ۔ڈی کا میٹریل دو سال کے اندر ہی تیار ہوگیا۔ پھر میں نے thesis لکھنا شروع کر دیا اور اڑھائی سال سے قبل ہی مکمل کر دیا مگر یونیورسٹی کا مطالبہ تھا کہ رجسٹریشن کے بعد کم از کم 30 ماہ کا عرصہ لگانا ضروری ہے۔ بہرحال یونیورسٹی کی senate سے مجھے اپنا مقالہ وقت سے پہلے جمع کروانے کی اجازت مل گئی۔ اس طرح میں نے تقریباً 28 ماہ کے اندر ہی اپنا پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ جمع کروا دیا۔

نامساعد حالات کے باوجود قیام کی سہولت میسر آنا

1984ء میں میرا پاسپورٹ ایکسپائر ہو رہا تھا اور جنرل ضیاء الحق نے احمدیوں سے متعلق آرڈیننس جاری کیا تھا۔ نیوزی لینڈ میں پاکستان کی کوئی ایمبیسی نہیں تھی۔ آسٹریلیا میں جو پاکستان ایمبیسی تھی ان کی طرف سے مجھے یہ کہا گیا تھا کہ یا تو آپ وہ فارم پُر کر دیں جس میں خود کو مسلمان کہلائے جانے کے لئے وہ شرائط تھیں جن کا قبول کرنا محال تھا۔ مذکورہ فارم کو پُر نہ کرنے کی وجہ سے نیوزی لینڈ گورنمنٹ کو میرے ڈیپورٹ deport کئے جانے کا کہا گیا اور پاسپورٹ بھی واپس نہ کیا گیا۔

ان حالات میں خاکسار اپنے علاقہ کے MP سے ملنے گیا اور انہیں بتایا کہ میرے پاس پاسپورٹ نہیں ہے ویزا ایکسپائر ہو چکا ہے اور تمام حالات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ بالکل نہ گھبرائیں۔ آپ ایک notable student ہیں اور سکالر ہیں اور آپ کی reputation میں نے آپ کے supervisor سے بہت اچھی سنی ہوئی ہے۔ آپ یہاں اپنے تین سال پورے کریں ہم آپ کو اپنی شہریت دے دیں گے۔ انہوں نے مجھے ایک خط بھی دیا کہ اگر کوئی پوچھے تو یہ دکھا دیں اور اپنی job کے لئے اپلائی کریں۔

میں نے اپنی بیگم اور بیٹی کو پاکستان بھجوا دیا اور خود دارلحکومت Wellington چلا گیا تاکہ کوئی ملازمت مل جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاتے ہی کام مل گیا۔ وکٹوریہ یونیورسٹی نے اس سلسلہ میں میری خاصی مدد کی۔ خدا تعالیٰ نے مجھے جنوری 1984ء میں بیٹی سے نوازا تھا اور آج وہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بائیو انفرمیٹو (Bio-informative) میں پی۔ایچ۔ڈی ڈاکٹر ہے اور آج کل آسٹریلیا میں ہے۔

میری اہلیہ سانس کی تکلیف کے باعث خاصی بیمار رہتی تھیں۔ اس

سلسلہ میں ان کی ایک سرجری بھی ہوئی مگر وہ کامیاب نہ ہوئی۔ہم نے پروگرام بنایا کہ جونہی نیوزی لینڈ کا پاسپورٹ ملے گا تو ہم چلے جائیں گے۔اندازاً 1985ء کے وسط میں میرے قیام کو تین سال مکمل ہوئے تو میں نے اپلائی کیا اور چند ماہ بعد مجھے یہاں کی شہریت اور پاسپورٹ بھی مل گیا۔پھر میں نے حضورؒ سے واپس جانے کی اجازت چاہی حضور نے فرمایا کہ

"افریقہ کے کسی ملک میں چلے جائیں جاب کریں اور ساتھ جماعت کی خدمت بھی کرتے جائیں۔"

یہاں سے میں کینیا چلا گیا اور University of Nairobi اور Jomo Kenyatta university دونوں میں پڑھاتا رہا۔بہرحال 1985ء میں حالات کے پیشِ نظر نیوزی لینڈ سے جاناہوا لیکن اس بات کا بالکل اندازہ نہ تھا کہ یہاں واپس آئیں گے اب آجکل یہیں قیام ہے۔

تبلیغی مساعی کی سعادت:1979ء میں گھانا میں قیام کے دوران خاکسار نے ایک خواب میں دیکھا کہ ایک پہاڑی علاقہ میں جس میں ایک بڑا خوبصورت باغ بھی ہے وہاں ایک جگہ پر میں نماز پڑھ رہا ہوں۔اس نظارہ کو دیکھ کر مجھے بڑی فرحت محسوس ہوئی۔

چنانچہ جب میں نیوزی لینڈ گیا تو Dunedin (ڈونیڈن) میں Otago uiversity (اوٹاگو یونیورسٹی) کے شال میں ایک خوبصورت پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں وہ باغ بھی ہے جو اس باغ سے مشابہ تھا جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا لیکن خواب چونکہ تعبیر طلب ہوتی ہے لہذا ممکن ہے خواب میں جو میں نے نماز پڑھی یا مسجد دیکھی اس سے مراد نیوزی لینڈ میں جماعت کا قیام ہو جو الحمد للہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نیوزی لینڈ میں جماعت احمدیہ کے قیام کی صورت میں پورا ہوا۔

میں مارچ 1982ء کے آخر پر Otago university پہنچا تھا۔باوجود مالی تنگی اور نامساعد حالات کے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ سلسلہ کی توفیق ملتی رہی۔

تعلیمی اداروں میں تبلیغی مساعی

جب نیوزی لینڈ آیا تو خاکسار نے لندن میں امیر جماعت محترم شیخ مبارک احمد صاحب کو اپنے بارہ میں آگاہ کیا۔انہوں نے جواب دیا کہ یہاں جماعت نہیں ہے آپ اس کے لئے مساعی کریں۔غالباً میں پہلا اکیلا احمدی ہوں جس نے جماعتی ہدایات کے تحت چندہ جات بھی ادا کرنے شروع کر دیئے تھے۔جب میں نے پہلی مرتبہ چندہ لندن بھجوایا تھا تو جواب آیا تھا کہ آپ اسے وہیں تبلیغ کرنے میں استعمال کریں۔چنانچہ اس سلسلہ میں میں نے آسٹریلیا اور فجی کے مشنز سے رابطے کئے اور وہاں سے لٹریچر منگوا کر تقسیم کیا کرتا تھا۔

- بذریعہ خطوط چرچوں اور آرگنائزیشنز کو تبلیغ کا کام بھی کرتا رہا۔
- یونیورسٹی میں بھی لیکچر دینے کا موقع ملا۔چنانچہ Solomen island کے کچھ نوجوان تھے جو عیسائی چرچ کے ذریعے آئے تھے مگر جب انہوں نے لیکچر سنا تو کافی اسلام کے قریب آگئے تھے۔گھر میں آنا شروع کر دیا پھر چرچ والوں کے منع کرنے پر مجھ سے ملنے سے کترانے لگے۔
- یہ بھی کوشش کی کہ سکولوں میں بھی اسلام پر لیکچر دینے کی اجازت مل جائے مگر ایسا ممکن نہ ہوا بلکہ چرچ والوں نے تو یہ بھی کہا اگر تبلیغی کوششیں جاری رکھیں تو ہم آپ کو ڈی پورٹ کروا دیں گے یا کوئی سخت سزا دلوا دیں گے۔
- عام مسلمانوں سے بحث مباحثہ ہوتا رہتا تھا۔نتیجۃً مسلمانوں نے مجھے جان سے مارنے کی دھمکی بھی دی۔

Wellington میں میری جاب تھی اور وقت بھی خاصا ہوتا تھا اس لئے میں بڑے زور شور سے تبلیغ کے کام میں مصروف ہوگیا۔ہاسٹل میں غیر ملکی طلباء کے پاس جاتا،شاپنگ مالز میں ملنے والے لوگوں سے رابطہ کرتا تھا۔کچھ مسلمان انڈونیشنز میرے پاس آئے کہ ہمارے بچے یہاں آکر عیسائی ہوگئے ہیں آپ ان کے لئے کچھ کریں۔میں نے ان کو کہا کہ پہلے آپ خود اپنا اسلام ٹھیک کریں وہ بھی آجائیں گے۔انہوں نے اپنے آپ کو پکا مسلمان کہا اس پر میں نے کہا کہ حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ امام مہدی آئے گا تو اسے میرا سلام پہنچانا اور آپ تو امام مہدی کے منکر ہیں۔بہرحال ان سے مکالمہ جاری رہا۔وہ سمجھانے کے لئے اپنے بچوں کو بھی ساتھ لایا مگر چونکہ وہ عیسائیوں کے ساتھ رہتے تھے اور عیسائی ہی ان کا خرچ برداشت کرتے تھے اس لئے بہرحال مسلمان نہ ہوئے۔

بطور امیر تقرر:1985ء کے وسط میں جب Wellington میں میرا قیام ڈیڑھ سال رہا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مجھے یہاں کا امیر مقرر کیا۔اگرچہ میں نے حضورؒ کی خدمت میں عرض بھی کیا کہ ہم یہاں چند ایک ہیں کچھ فجی سے آئے سٹوڈنٹ ہیں۔لیکن حضور نے کام جاری کرنے کا ارشاد فرمایا اور مسجد کے لئے وسیع جگہ ڈھونڈنے کا ارشاد فرمایا۔امر واقعہ یہ ہے کہ میرے اپنے پاس تو رہنے کے لئے کرایہ کا مکان بھی نہیں تھا تو میں بڑا حیران ہوا مگر حضور نے فرمایا کہ پیسے کے لئے پریشان نہ ہوں آپ صرف جگہ کا انتظام کریں۔اس وقت میں مختلف شہروں Christchurch اور Wellington میں جگہ تلاش کرتا رہا۔مگر کوئی انتظام نہیں ہوسکا کیونکہ اکثر احمدی جو بعد میں آئے وہ Aukland میں آئے۔

میں جب نیوزی لینڈ آیا تو اکیلا تھا چند ماہ ایسے ہی رہا تو ان دنوں بھی ہوٹل میں جو غیر ملکی طلباء ہوتے تھے ان سے رابطہ کرکے ان کو تبلیغ کی۔میری بیگم کے یہاں آنے کے بعد ہم دونوں مل کر لٹریچر تقسیم کیا کرتے تھے۔یہ لٹریچر ہم فجی جماعت سے منگواتے تھے مختلف آرگنائزیشنز کو خطوط لکھتے تا ہماری ان سے کوئی گفتگو ہو۔

دو انڈونیشینز کا قبول احمدیت

خاکسار Dunedin کے Otago university میں قیام کے دوران ہاسٹلز میں باقاعدگی سے جاتا تھا اور وہاں طلباء سے خصوصاً مذہبی گفتگو ہوتی رہتی تھی۔اس کے نتیجے میں انڈونیشیا کے دو طالب عالموں کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔

مقامی لوگوں کو تبلیغ

اس کے علاوہ نیوزی لینڈ کے مقامی لوگوں سے لمبی لمبی بحثیں ہوئیں جو مذہباً عیسائی تھے (نیوزی لینڈ کے مقامی لوگوں کو Kiwi کہا جاتا ہے۔ Kiwi یہاں کا قومی پرندہ ہے۔بحث مباحثہ کا سلسلہ ایک رات 2 بجے تک جاری رہا تھا۔لیز برائنٹ اور اس کے ساتھی تھے۔جو تھیالوجی میں گریجوایٹ تھے اوٹاگو یونورسٹی سے۔موضوع قرآن بمقابلہ بائبل تھا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جنوری 2018ء میں ہمارے چھوٹے بیٹے عزیزم محمود احمد ناصر کو نیوزی لینڈ میں ایک بہت اچھی جاب کی پیشکش ہوئی۔اسی وجہ سے وہ نیوزی لینڈ منتقل ہوگیا اور ہم بھی نومبر 2018 میں نیوزی لینڈ آگئے۔اب قریباً 3 سال سے یہیں مقیم ہیں۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کی تعداد میں بھی خاصا اضافہ ہوچکا ہے اور Auckland میں نیوزی لینڈ کی سب سے بڑی مسجد بیت المقیت بھی تعمیر ہوچکی ہے۔اس کے علاوہ کئی شہروں میں نماز سنٹرز بھی قائم ہو چکے ہیں۔جماعت کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور ملکی سطح پر بھی تعلقات استوار ہو چکے ہیں۔اور جماعتی تقریبات اور جلسہ ہائے سالانہ میں اعلیٰ سطح کے حکومتی افسران شمولیت اختیار کرتے ہیں۔امسال بھی 21 اور 22 جنوری 2022ء نیوزی لینڈ کے سالانہ جلسہ کا انعقاد ہو رہا ہے۔انشاء اللہ،اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر لحاظ سے یہ جلسہ کامیاب ہو اور تمام شاملین جلسہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ان تمام دعاؤں کے وارث بنیں جو حضورؑ نے شاملین جلسہ کے لئے کی ہیں۔آمین اللّٰھم آمین

بقیہ: رشین ممالک میں اسلام احمدیت کا نفوذ...... از صفحہ 13

معلمین بھی کام کر رہے ہیں۔یہ وہ سعادتمند لوگ ہیں جنہوں نے حق کی تلاش کی اور حق کو پانے کے بعد اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کر دیں اور اب میدان عمل میں احمدیت کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

رشین ممالک میں جماعت کی مخالفت

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ قدیم سے سنّت ہے کہ الٰہی جماعتوں کی مخالفت بھی ہوا کرتی ہے۔جماعت کے رشین ممالک میں تیزی سے نفوذ کی وجہ سے بعض ممالک میں شدید مخالفت بھی ہوئی اور اس کے نتیجہ میں احباب جماعت کو شدید امتحانات اور ابتلاؤں سے بھی گزرنا پڑا۔یہاں تک کہ ہمارے ایک ازبک بھائی مکرم یونس جان عبدو جلیلوف (Yunusjan Abdujalilov) صاحب کو 22 دسمبر 2015ء کو راہ حق میں شہید کر دیا گیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔مکرم یونس جان (مرحوم) رشیا کے پہلے شہید ہیں جن کو اسلام احمدیت کی راہ میں جان فدا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 دسمبر 2015ء میں اُن کی شہادت کا ذکر فرمایا اور اُن کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ فرماکر شہیدمرحوم کو خراج تحسین پیش فرمایا۔

رشین ممالک میں اسلام احمدیت کے نفوذ پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے مگر مضمون کی طوالت کا خوف مجھے یہیں پر بس کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جلد وہ دن لائے جب سارا رشیا اسلام احمدیت کی آغوش میں آجائے اور ہر طرف اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی ہوں۔آمین

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION · Download on the App Store · ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: جاوید رحیم۔ نمائندہ الفضل آن لائن سری لنکا

جلسہ یومِ مصلح موعود (جماعت احمدیہ سری لنکا)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال جماعت احمدیہ سری لنکا کو جلسہ یوم مصلح موعود منانے کی توفیق حاصل ہوئی۔ تین مختلف ریجنز میں 20 فروری 2022ء کو منایا گیا۔ پروگرام شروع کرنے سے پہلے تمام مساجد میں نماز عصر ادا کیا گئی۔ کووِڈ 19 کی وبا کے پیش نظر صرف مرد حضرات کو مسجد میں آنے کی اجازت تھی۔

تلاوت قرآن کریم، نظم اور تقاریر کے ساتھ پروگرام بہترین رنگ میں منعقد کیا گیا۔ نیز پیشگوئی مصلح موعود بھی پڑھ کر سنائی گئی۔ نیگیمبو اور پسیالہ میں مربیانِ کرام اور صدرانِ جماعت نے تقریر کی۔ کولمبو جماعت (سری لنکا مرکزی جماعت) میں مشنری انچارج محترم اے بی مشتاق احمد صاحب اور نیشنل صدر سری لنکا جماعت محترم اے ایچ ناصر احمد صاحب نے تقریر کی۔ حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے جو غیر معمولی علم عطا کیا ہے، اس بارہ میں اُنہوں نے وضاحت کی۔

کولمبو اور نیگیمبو کی جماعتوں نے اپنا پروگرام آن لائن بھی پیش کیا۔ جس کی وجہ سے مستورات نے فائدہ اُٹھایا۔ مگر پسیالہ جماعت کی مستورات کو مسجد میں جاکر پروگرام میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔

ریفریشمنٹ بھی پروگرام کے دوران پیش کی گئی۔ الحمد للہ اُس دن کے پروگرام کی کامیابی کیلئے جماعتی عہدیداران اور چند خدام و اطفال نے بھر پور کوشش کی۔ اُس کے بعد دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

فقہی کارنر

تعدد ازدواج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

محبت کو قطع نظر بالائے طاق رکھ کر عملی طور پر سب بیویوں کو برابر رکھنا چاہئے۔ مثلاً پارچہ جات، خرچ خوراک، معاشرت حتیٰ کہ مباشرت میں بھی مساوات برتے۔ یہ حقوق اس قدم کے ہیں کہ اگر انسان کو پورے طور پر معلوم ہوں تو بجائے بیاہ کے وہ ہمیشہ رنڈوہ رہنا پسند کرے۔ خدا تعالیٰ کی تہدید کے نیچے رہ کر جو شخص زندگی بسر کرتا ہے وہی اُن کی بجا آوری کا دم بھر سکتا ہے۔ ایسے لذات کی نسبت جن سے خدا تعالیٰ کا تازیانہ ہمیشہ سر پر رہے، تلخ زندگی بسر کر لینی ہزار درجہ بہتر ہے۔ تعداد ازدواج کی نسبت اگر ہم تعلیم دیتے ہیں تو صرف اس لئے کہ معصیت میں پڑنے سے انسان بچا رہے اور شریعت نے اسے بطور علاج کے ہی رکھا ہے کہ اگر انسان اپنے نفس کا میلان اور غلبہ شہوات کی طرف دیکھے اور اس کی نظر بار بار خراب ہوتی ہو تو زنا سے بچنے کے لئے دوسری شادی کر لے لیکن بیوی کے حقوق تلف نہ کرے۔ تورات سے بھی یہی ثابت ہے کہ اُس کی دلداری زیادہ کرے کیونکہ جوانی کا بہت حصہ اُس نے اس کے ساتھ گزارا ہوتا ہے اور ایک گہرا تعلق خاوند کا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہاں تک کرنی چاہئے کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواجِ ثانی کی محسوس ہو لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کرنے سے اس کی پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ کی اُس کی دل شکنی ہوتی ہے تو اگر صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اُس سے خون ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اگر اُن اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی دلداری کے لئے کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اُسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے.....

خدا تعالیٰ کے قانون کو اس منشاء کے برخلاف ہرگز نہ برتنا چاہئے اور نہ اُس سے ایسا فائدہ اُٹھانا چاہئے جس سے وہ صرف نفسانی جذبات کی ایک سپر بن جاوے۔ یاد رکھو کہ ایسا کرنا معصیت ہے خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ شہوات کا تم پر غلبہ نہ ہو بلکہ تمہاری غرض ہر ایک امر میں تقویٰ ہو۔ اگر شریعت کو سپر بنا کر شہوات کی اتباع کے لئے بیویاں کی جاویں گی تو سوائے اس کے اور کیا نتیجہ ہوگا کہ دوسری قومیں اعتراض کریں کہ مسلمانوں کو بیویاں کرنے کے سوا اور کوئی کام ہی نہیں۔ زنا کا نام ہی گناہ نہیں بلکہ شہوات کا کھلے طور پر دل میں پڑ جانا گناہ ہے۔ دنیاوی تمتع کا حصہ انسانی زندگی میں بہت ہی کم ہونا چاہئے، تا کہ: فَلۡیَضۡحَکُوۡا قَلِیۡلًا وَّلۡیَبۡکُوۡا کَثِیۡرًا۔ (التوبہ:82) یعنی ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت کا مصداق بنو۔ لیکن جس شخص کی دنیاوی تمتع کثرت سے ہیں اور وہ رات دن بیویوں میں مصروف ہے اُس کو رقت اور رونا کب نصیب ہوگا۔ اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ ایک خیال کی تائید اور اتباع میں تمام سامان کرتے ہیں اور اس طرح سے خدا تعالیٰ کے اصل منشاء سے دور جا پڑتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اگرچہ بعض اشیاء جائز تو کر دی ہیں مگر اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ عمر ہی اس میں بسر کی جاوے۔ خدا تعالیٰ تو اپنے بندوں کی صفت میں فرماتا ہے: یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (الفرقان:65) کہ وہ اپنے رب کے لئے تمام تمام رات سجدہ اور قیام میں گزارتے ہیں۔ اب دیکھو رات دن بیویوں میں غرق رہنے والا خدا کے منشاء کے موافق رات کیسے عبادت میں کاٹ سکتا۔ وہ بیویاں کیا کرتا ہے گویا خدا کے لئے شریک پیدا کرتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی نو بیویاں تھیں اور باوجود اُن کے پھر بھی آپؐ ساری ساری رات خدا کی عبادت میں گزارتے تھے۔ ایک رات آپؐ کی باری حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تھی، کچھ حصہ رات کا گزر گیا تو عائشہؓ کی آنکھ کھلی۔ دیکھا کہ آپؐ موجود نہیں، اُسے شبہ ہوا کہ شائد آپؐ کسی اور بیوی کے ہاں گئے ہونگے۔ اُس نے اُٹھ کر ہر ایک کے گھر میں تلاش کیا مگر آپؐ نہ ملے۔ آخر دیکھا کہ آپؐ قبرستان میں سجدہ میں رو رہے ہیں۔ اب دیکھو کہ آپؐ زندہ اور چہیتی بیوی کو چھوڑ کر مُردوں کی جگہ قبرستان میں گئے اور روتے رہے تو کیا آپؐ کی بیویاں حظِ نفس یا اتباع کی بناء پر ہو سکتی ہیں؟ غرض کہ خوب یاد رکھو کہ خدا کا اصل منشاء یہ ہے کہ تم پر شہوات غالب نہ آویں اور تقویٰ کی تکمیل کے لئے اگر ضرورت حقہ پیش آوے تو بیوی کر لو۔

(البدر 8 جولائی 1904ء صفحہ 2)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اہم فریضہ

ایک احمدی کو کیونکہ عمومی طور پر انسانیت سے بھی ہمدردی ہے۔ ہم پر فرض بنتا ہے کہ ان کو ان اندھیروں سے نکالیں۔ ان تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں کہ مسیح اور مہدی کی جماعت میں شامل ہو جاؤ تو فلاح پاؤ گے۔ دنیا میں تیزی سے تباہی آ رہی ہے اور بڑی تیزی سے تباہی کی طرف دنیا بڑھ رہی ہے۔ اس کی نزاکت کے پیش نظر ہمیں اس طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بہت توجہ دینی چاہیے۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کی نظروں میں بہترین ٹھہر سکتے ہیں۔ تبھی ہم خیر امت ہونے کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس از خطبہ جمعہ جون 2004ء)

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

29مارچ2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:00	18:34
مدینہ منورہ		04:58	18:37
قادیان		04:59	18:46
ربوہ		04:39	18:26
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:16	19:30